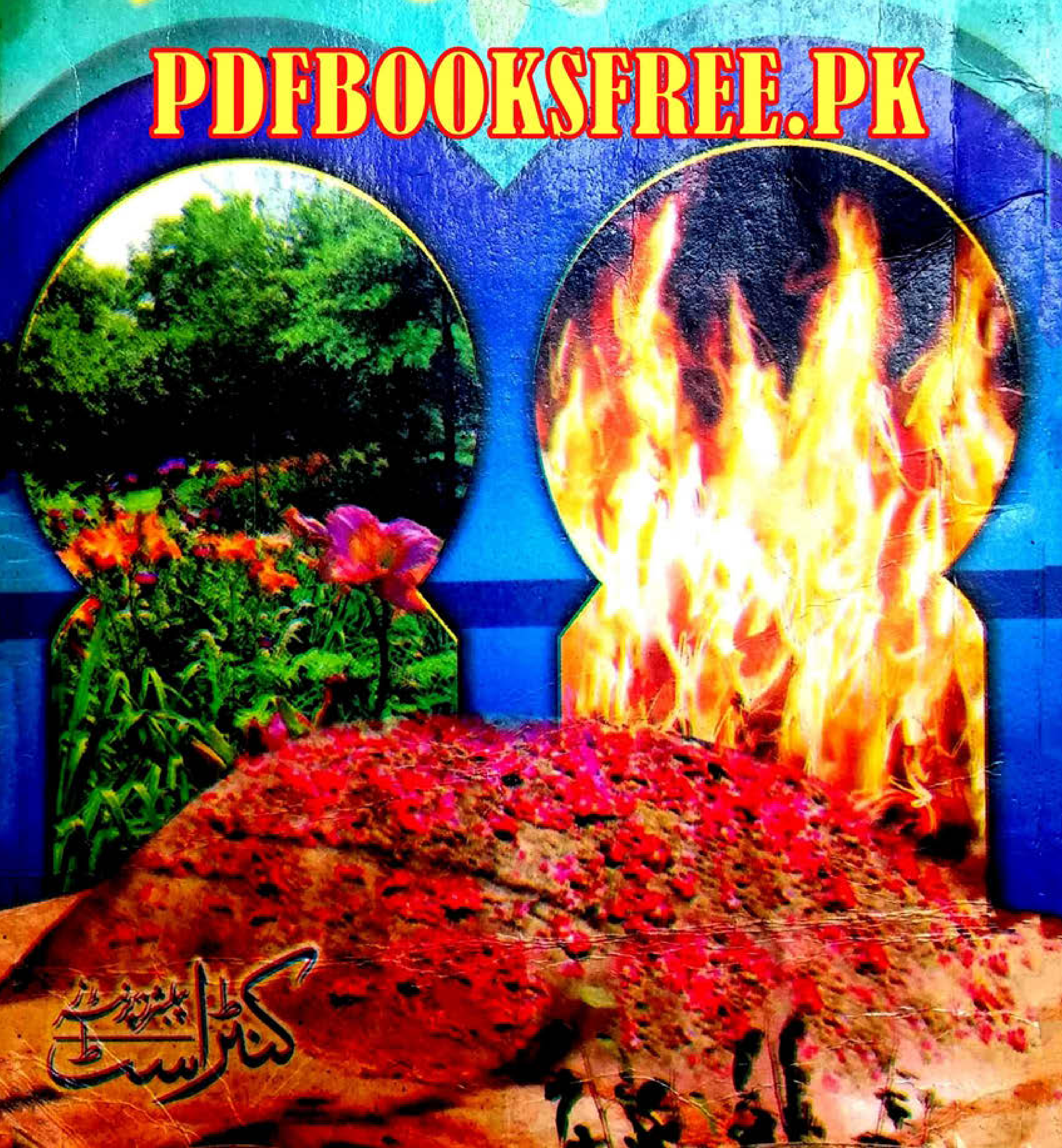
قبر کی پہلی اندھیری رات میں پیش آنے والے واقعات

قبر کی پہلی رات



قبر کی پہلی رات

قبر کی تاریکی میں پیش آنے والے حالات و واقعات

اے انسان! جب تو اندھیری قبر میں داخل کر دیا جائے گا۔
پھر اس تنہائی اور تاریکی کی رات میں تیرے ساتھ کیا ہونے
والا ہے۔ اس کتاب میں ہر وہ بات اور واقعات موجود ہیں جن کا
تو قریب سے مشاہدہ کرے گا۔ وقت سے پہلے وقت کی آواز.....

تالیف
مولانا محمد اسمٰعیل خطیب مسجد شاہی مالیر کوٹلہ

قیمت 25.00 روپے

مکتبہ بیت القرآن پشاور شہر

عرض اور غرض

بھائیو! یہ کتاب قبر کی پہلی رات جو انتھک محنت کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے عرض حال لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ یہ پوری کتاب ہی عرض حال پر مشتمل ہے۔ جس کے لکھنے اور چھاپنے کی غرض صرف آپ کی خیر خواہی و ہمدردی اور خدمت ہے۔ جس کا شاہد اور گواہ خدا کافی ہے۔ نہ کہ دنیا کمانے کھانے کے لئے اس کو لکھا اور چھاپا گیا۔ اللہ پاک ایسے فاسد خیال اور بری نیت سے محفوظ رکھے (آمین)۔

اسے صرف اپنی نجات اور ایصال ثواب اور آپ کی بھلائی و خیر خواہی سمجھ کر لکھا ہے۔ لہٰذا میرے دوستو! دنیا کی نعمتوں کے نشہ میں پھنس کر دھوکہ میں نہ پڑو۔ عمر ختم ہوتی جارہی ہے اور یہ سب نعمتیں بھی ختم ہو جائیں گی جب تم کوئی جنازہ لے کر قبرستان جایا کرو تو یہ سوچتے رہا کرو کہ ہمارا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔ پس آپ سے یہی عرض اور غرض ہے کہ اس میں جو کچھ بھی درج ہے اس کو غور سے پڑھیے اور پھر عمل کیجئے اور اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے۔

• خادم محمد اسماعیل امام مسجد

شاہی مالیر کوٹلہ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

اپنی موت کی یاد میں دنیائے فانی سے

......سفر آخرت کی پہلی منزل......

قبر کی پہلی رات یا آخرت کا دروازہ

کہاں سلیماں، کہاں سکندر، کہاں ہیں جم اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
مسافر ان رہ عدم کو یہ کیسی نیند آ گئی الٰہی!
کہ جب کے سوئے پھر سے نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

قبر کی رات کی پکار (مجھے ضرور پڑھتے جانا)

آپ تنہائی میں بیٹھ کر کم سے کم ایک مرتبہ اول سے آخر تک ضرور پڑھیئے میرے پیش آنے سے پہلے مجھ سے ضرور واقف ہو جایئے۔ میں وہ رات ہوں۔ جو ہر ایک کو پیش آتی ہوں اور عنقریب تم سب کو پیش آکر رہوں گی اور میں نے تم کو اپنے آنے کی اطلاع سے باخبر کر دیا ہے۔ میں خاک کے نیچے سخت اندھیری رات ہوں۔ پھر میرے اندر آکر یوں نہ کہنا کہ ہائے میں بھول گیا۔ ہائے اب میری توبہ۔

یاد رکھو! پھر اس چیخنے چلانے اور رونے دھونے سے کچھ کام نہ چلے گا۔ بلکہ تجھے سخت عذاب اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر روشنی چاہتا ہے تو چراغ لے کر آنا اور یاد رکھ! وہ چراغ جلتا ہے۔ پانچ وقتہ نماز، تہجد کی نماز، قرآن مجید کی تلاوت، اعمال صالحہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پوری پوری فرماں

برداری کرنے اور اپنے نفس کی مخالفت کرنے سے۔

کر زمین کے نیچے جانے کی بھی فکر
اونچے اونچے یاں تو ہوائے محل
روشنی قبر کا سامان کر
کام جو کرنے ہیں کر لے آج کل

صاحبِ قبر کی پکار

آئے تھے چمن میں تیرے سیر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے
اور راہ جانے والو! کچھ پڑھ کے بخش جانا
اگر ہو خیال تم کو اس میری بیکسی کا
فی سبیل اللہ کرم اتنا تو کرتے جایئے
فاتحہ ناچیز کی تربت پہ پڑھتے جایئے
فاتحہ مرقد ویران پہ بھی پڑھتے جایئے
کہہ دو کہ جو ہیں اس راہ سے گزرنے والے
فاتحہ تربت پہ میری للہ پڑھتے جائیں
میرے محسن جو ہیں اس راہ سے گزرنے والے

☆قبر کی پکار☆

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے بیٹے! تو مجھے بھول گیا۔ میں تنہائی

کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں تنگی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر سے یہ آواز آتی ہے کہ اے شخص تو کتنا غافل اور بے فکر تھا کہ تو میرے سینے کو ساری عمر بڑی بے دردی سے روندتا رہا حالانکہ تو جانتا تھا کہ تیری آخری منزل میں ہوں یہ کاٹ دے اور میرے اندر کیڑوں کی پناہ گاہیں ہیں میں رنج و تکلیف کی جگہ ہوں میں وہ ہیبت ناک جگہ اور مقام ہوں کہ جہاں صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے لیکن افسوس کہ تو نے کبھی نہ سوچا اور یاد رکھو! قبر کہتی ہے کہ میں ان مرنے والوں کے کفن پھاڑ دیتی ہوں۔ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں۔ خون سارا چوس لیتی ہوں۔
گوشت کھا لیتی ہوں اور آدمی کے جوڑ جوڑ جدا کر دیتی ہوں۔

☆ ہم بھول گئے ☆

اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے

ہم اپنی اصل کو اور آخری منزل کو بھول گئے۔

ہم اپنے خالق و مالک کو بھول گئے۔ ہم اپنے دنیا میں آنے کا منشاء و مقصد بھول گئے۔ ہم اپنی موت و قبر کو بھول گئے۔ ہم اپنی آخرت کے نفع و نقصان کو بھول گئے۔ ہم اپنے اوپر نزع و جاں کندنی کے آنے والے وقت کو بھول گئے۔ ہم قبر میں منکر و نکیر کے سوالات اور وہاں کی بے کسی و بے بسی اور قبر کی تنگی و تاریکی کو بھول گئے۔ ہم پل صراط پر گزرنے کو بھول گئے۔ ہم دوزخ کے عذاب کا خوف و خطر بھول گئے۔ ہم اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی حضوری میں کھڑا ہونے اور اپنی پیشی

کو بھول گئے۔ ہم آخرت اور وہاں کے حساب و کتاب کو بھول گئے۔

☆ حد یہ ہے کہ ☆

ہم دنیا اور مال جمع کرنے کی دلدل میں پھنس گئے اور دنیا ہماری طبیعت اور رگ رگ میں رچ بس گئی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا ہماری آباد۔۔۔ اور ہماری آخرت برباد اس لئے ہم کو اب آبادی سے ویرانے اور اجڑے ہوئے میں جانا پسند نہیں اور موت سے ہم کو نفرت ہے اس لئے کہ وہاں جانے کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہیں کی۔ یاد رکھیئے۔ موت اور قبر سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی کرنے والا کیونکہ اس کو اللہ سے ملنا پسند نہیں ہوتا۔

☆ نصیحت انجام ☆

اے وہ شخص جو رنگ رنگینیوں اور عیش و عشرت میں پڑا ہوا۔ خدا کی یاد اور اپنے آخری انجام سے غافل ہے۔ کبھی اپنے عزیز و اقارب، رشتہ دار دوست یار کی موت کا قصہ یاد کر کے سوچ وہ کس طرح مرے اور پھر کس طرح سے ان کے جنازہ کو چارپائی پر لے جا کر مٹی کے نیچے دبا دیا گیا جو کل بڑے شان و شوکت اور بن سنور کر کوٹھیوں اور محل اور چار دیواروں میں رہا کرتے تھے۔ ہائے تم نے ان پر کچھ ترس نہ کھایا اور تم کو ذرا رحم نہ آیا جو کل تمہارے اوپر جان دیتے اور جی جاں کھوتے تھے تم نے ان پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈال دی اب مٹی نے ان کی شکل و صورت کا کیا حال کر دیا ہوگا۔ ان کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے اور الگ کر دیا ہوگا کس طرح سے وہ اپنے بیوی بچوں کو یتیم اپنے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو روتا

ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا مال ان کے طرح طرح کے کپڑے اور ان کا سب سامان یہیں پڑا اور دھرا رہ گیا۔

ہائے ان کے ساتھ کچھ بھی نہ گیا اور نہ ہی ان کے وارثوں نے ان کے پاس چھوڑا۔ مرتے ہی ان کے سب کپڑے اتار لئے گئے۔ ان کی گھڑی اور ان کی انگوٹھی تک اتار لی گئی ان کے سب خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کو بالکل برہنہ اور ننگا کر کے کفن میں لپیٹ کر دور ویران جنگل میں لے جا کر سینکڑوں من مٹی کے نیچے دبا دیا گیا اور آج تک پھر ان کی کسی نے خبر تک نہ لی کہ کون تھا اور کیا ہوا یا ہمارا اس سے کیا واسطہ تھا۔ یاد رکھ! بھولے ہوئے اور غفلت بھرے یہی حشر ایک دن عنقریب یا دیر سے تیرا بھی ہونے والا ہے۔ یہ نخوت و تکبر اور تیرا کرو فر سب خاک میں مل جائے گا۔ تیری قبر پر پھر کوئی نہ آئے گا۔ زمین میں دبا پڑا ہو گا پھر نہ اٹھ سکے گا تیری قبر پر گھاس اور جھاڑ ہوں گے اور تجھ پر جانور چرتے پھریں گے کیسے کیسے خبیث لوگ تیری قبر پر سے ہو گزریں گے۔ بعض پیدل اور بعض بدبخت سائیکل پر ہی سے نہ اتریں گے اور بعض بدترین پیشاب تک کرنے سے گریز نہ کریں گے اور بڑے ٹھاٹھ والے، تصاویر اور فوٹو کے عاشق اور یورپین اور کرزن فیشن پسند کرنے والے اور بدبخت اور بدقسمت دین اسلام سے نفرت کرنے اور اس میں نکتہ چینیاں کرنے والے کہتے ہیں کہ دین اسلام پرانا ہو چکا اور نزاکت کے پتلے! جو نرم نرم بستروں پر پڑا ساری ساری رات مزے لے کر سوتا ہے کہ خدا کی یاد سے اس کی پکار سے غافل ہوتا ہے اور خاک کے بستر کو بھلا دینے والے

اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کہ جن کو تو آج جنگل میں تنہا چھوڑ کر مٹی کے نیچے دبا کر آیا ہے وہ کس طرح سے مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے اور ہنسا کرتے اور دوسروں کا مذاق اڑایا کرتے تھے آج وہ قبروں میں خاموش پڑے ہیں۔

• کس طرح دنیا کی لذت و آرام میں مشغول تھے؟ آج مٹی میں پڑے ہیں۔ کیسا انہوں نے موت کو بھلا رکھا تھا؟ آج اس کا شکار اور لقمہ بن گئے۔ کس طرح سے شباب و جوانی کے نشہ میں چور اور مغرور تھے؟ ہائے آج ان کا کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ کیسے دنیا کے دھندوں میں ہر وقت مشغول رہتے تھے؟ آہ! ہائے کہ دن رات اور صبح و شام ان کو چین و سکون اور صبر نہ تھا آہ آج ہاتھ الگ پڑا ہے پاؤں الگ ہے کان! جن کو ریڈیو اور گانا سننے سے فرصت نہ تھی، اور خدا کی بات سننے کو تیار نہ تھے الگ الگ پڑے ہیں۔ آنکھیں (جن کو ٹیلی ویژن اور اپنے معشوق و محبوب کی طرف دیکھنے سے فرصت ہی نہ ملتی تھی) آج باہر نکلی پڑی ہیں۔ زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں جس کو پان کھانے سگریٹ پینے، چغلی کرنے اور گانے بجانے کے علاوہ کوئی کام ہی نہ تھا آج کیڑوں نے کھا چاٹ کر کیا حال کر دیا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے جس کو بناؤ سنگھار اور نہانے دھونے چمکانے اور خوشبوؤں میں بسانے اور اپنے آپ کو موٹا تازہ صاف ستھرا دیکھنے کے علاوہ کچھ اور اچھا ہی نہ لگتا تھا۔ کیسا کھل کھلا کر ہنستے تھے۔ آج دانت گرے پڑے ہیں۔ کیسی کیسی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔ برسوں کے انتظام سوچتے تھے۔ حالانکہ موت سر پر سوار تھی مرنے کا دن قریب تھا مگر انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا

ہے آج رات نرم بستر پر نہیں بلکہ قبر میں خاک کے بستر پر ہونگے کیا تو نے کہیں ایسا دیکھا اور سنا نہیں ہے ؟۔۔۔ پس یادرکھ غافل! دنیا کے عاقل! کہ یہی حال تیرا بھی ہونے والا ہے۔ آج اتنے انتظامات کر رہا ہے لمبی لمبی اسکیمیں اور تدبیریں سوچتا ہے کل کی خبر نہیں کیا ہو گا۔ کہاں تیری یہ تدبیریں ہونگی اور کہاں تو ہو گا۔ کیا معلوم کل کس جھاڑ کے نیچے پڑا ہو گا۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

پس یادرکھ غافل! میری نصیحت کو پلے باندھ لے اس آنے والے منظر اور نقشے کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ یہ کوئی ناول، افسانہ یا کہانی یا قصہ گوئی یا کوئی اخبار رسالہ نہیں ہے بلکہ یہی تیری ہستی کا ایکسرے اور فوٹو ہے اور تجھے رونا ہو تو اسے دیکھ کر اور یاد کر کے رولے۔ اگر تو اب بھی نہ سمجھے تو یہ تیرا بڑا بھاری قصور ہے۔

☆غزل اشعار پنجابی☆

دل دل کد تک دیکھیں توں ایہہ تازیاں باغ بہاراں
آ قبراں ول دیکھ کدی تے حال پیاریاں یاراں
خاک لوٹیرے قبراں اندر تن من کفن اونہاندے
پرپر سرمے دانی وانگوں مٹی وچہ ہڈاں دے
آپو آپ علیحدہ ہو گئے جوڑ بدن دے سارے

مٹی نال ہوئے رل مٹی سر منہ نیں پیارے
پاسے پرنے پئے قبر وچہ ناز کماون والے
سوہنے بستر سرخ اونہاندے مل بیٹھے سپ کالے
بڑے بڑے محبوب پیارے گل رخسانہ ہتیرے
پیلے ہو گئے کیسر وانگوں موت جدوں آگھیرے
اس دن دا کچھ خوف نہ تینوں جس دن قبریں جانا
اک اکلا چھڈ کر آون بیلی ساتھی سارے
نہ کر ظلم کسے دے اتے دکھ نہ دیہہ غریباں
کی جواب کریں گا، جا کے صاحب دے دربارے
نہ کر غفلت نہ کر غفلت کر توبہ کر توبہ
کراں نصیحت تیرے تائیں سن اللہ دے تارے



(دنیا سے جانے والے دن کی یاد میں)

عزیز و عالم فانی سے جب اپنا گزر ہو گا
نکل اس ملک سے زیر زمین جنگل میں گھر ہو گا
اندھیرا تنگ و گھر ہے، تکیہ اور نہ بستر ہے
مکان پر خطر ہو گا، نہ آنگن اور نہ در ہو گا
مجھے ہے خوف اس دن کا، نہ جانوں کونسا وہ دن ہے
کہ جس دن یہ زمین و آسماں، زیر و زبر ہو گا
نہ جانیں ہم کس کو، اور نہ کوئی ہم کو ہی جانے

دفن خود صدہا کئے زیر زمیں
پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقین
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں
کچھ تو عبرت چاہیئے اے نفس لعین

۸ : جب تجھے وہ حادثہ، موت کا پیش آئے گا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا تو مال و دولت اور نوکر و خادم تیرے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

۹ : اس وقت ڈاکٹر، حکیم، دوست و رشتہ دار اور سب گھر والے تجھے بچانے کی تدبیریں ختم کر کے مایوس ہو جائیں گے اور تیرے پاس سے اٹھ کھڑے ہونگے۔

۱۰ : تجھ پر نزع (جان کندن) کا عالم ہوگا کہ کوئی تیرے منہ میں چمچہ سے پانی پلائے گا کوئی سورہ یٰسین سنائے گا۔

۱۱ : تیرا دم نکل جانے کے بعد تیرے جسم سے لباس حاضری اتار کر تجھے کفن کی چادروں میں لپیٹ دیں گے۔

۱۲ : تجھے زمین کی تہہ میں اکیلے کو چھوڑ دیں گے اور نظروں سے اوجھل کر دیں گے۔

۱۳ : کوئی کہے گا بڑا اچھا باپ تھا کوئی کہے گا بڑا اچھا دوست تھا کوئی کہے گا بڑا نیک تھا۔

۱۴ : کوئی کہے گا اللہ تعالیٰ [illegible] ۔ کوئی کہے گا دنیا میں بڑا اچھی گزار گیا۔ اچھا وقت پورا کر گیا۔

۱۵ : مگر یاد رکھ کہ اس ربانی جمع خرچ کے بعد انہیں یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ کوئی چلا گیا کون ہم سے رخصت ہو گیا اس کا کچھ خیال نہ ہوگا۔ صرف ان کی ساری کی ساری توجہ مال و جائیداد کے تقسیم کرنے اور آپس میں بانٹنے اور لڑنے مرنے پر لگی ہونگی۔

۱۶ : تیرے مال کی تقسیم کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ ایک، دوسرے سے اپنا زیادہ حق جتلانے پر مقدمہ بازی کریں گے۔ اسی بلا میں وہ برسوں گرفتار اور مبتلا رہیں گے اور پھر کوئی جیت گیا اور کوئی ہار گیا۔ انجام یہ کہ لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازی کے بعد آپس کے ایک دوسرے سے تعلقات بھی ختم اور اسی حال میں اس دنیائے بے وفا سے ان کا بھی کوچ ہوگا۔

۱۷ : اور پھر وہ بہت جلد پیٹ کے دھندے میں لگ جائیں گے اور اپنی دنیا میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ تجھے کبھی بھولے سے بھی تنہائی و ظاہری میں یاد نہیں کریں گے۔

۱۸ : ارے غافل! جو کہ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے۔ ان کی دوستی سے دھوکہ نہ کھا۔ سب سے اچھا دوست اور ساتھی تیرا نیک عمل ہے۔

۱۹ : دن گزر رہے ہیں اور قبر منہ پھاڑے ہوئے ہے۔ موت سر پر چیل و باز کی طرح چکر لگا رہی ہے۔ عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لئے تاک میں ہے۔ حالات بدل رہے ہیں ہولناک واقعات پیش آنے کو ہیں۔ تنگ و تلخ اور دشوار گھاٹیاں گزرنے کو ہیں لیکن تیری غفلت و بے پرواہی کا یہ عالم ہے کہ تجھے

کچھ خبر ہی نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ مال و دولت کے جمع کرنے کی فکر میں ہے کہیں چار یاروں سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے اور قہقہے لگا کر ہنس رہا ہے کہیں ٹھگی، چور بازاری اور بد معاشی و عیاشی کر رہا ہے تو ایسا بے دھڑک چل رہا ہے ارے یہ کیا غضب کر رہا ہے؟ کیوں تو مال و دولت اور جوانی و صحت طاقت و توانائی کے نشہ میں چور ہے؟ آخر یہ غفلت کیوں ہے؟ یہ سستی و لاپرواہی اور بے زاری کب تک رہے گی؟

۲۰: ایسے گھر پر کیا رونا اور فریاد کرنا جو خالی ہو گیا اور جس کے نشان مٹ گئے ان یادگاروں اور کھنڈروں پر نوحہ و بکا اور واویلا کیسا۔

۲۱: جب بچپن کا دور گزر چکا تھا پھر یہ بچپنا کیسا؟ غزل گوئی و افسانہ بازی کا وقت بیت گیا تو پھر یہ شعر و شاعری کیسی؟

۲۲: پچاس کی عمر ہو چکی تو پھر کھیل و کود کا کیا مطلب؟ سر سفید ہو چکا تھا پر اس کھیل تماشہ کے کیا معنی؟ کیا خوب کہا ہے۔

کالیاں تھیں ہن بگے آئے موت سنہیا آیا

۲۳: لیلیٰ مجنوں کے وصال، ان کے ہجر و فراق اور عشق و معشوق کے تذکروں کو اب جانے دے۔

۲۴: یہ بتان دوستان بے وفا خواہ کتنا ہی خلوص و محبت جتائیں۔ کتنا ہی تجھ پر نثار اور پروانہ وار ہوں۔ خدا کی قسم یہ کسی طرح بھی کھوٹ سے خالی نہیں۔

۲۵: یاد رکھ! حسینوں، نازنینوں کی محبت سراسر بد نصیبی و ندامت ہے۔ تیرا یہ ہر

روز صبح و شام کا بننا سنورنا، ناچ گانا اور ہم نشینوں کے ساتھ دن رات کھانے پینے، عیش و عشرت کی رنگ رلیاں منانا، شراب و کباب کے نشہ میں بد مست اور مدہوش رہنے کا انجام سوائے آخرت کی ذلت و رسوائی کے اور کیا ہے؟

۲۶: اب بھی وقت ہے میرا کہنا مان جا کہ ہر محبوب کی محبت سے بیزار اور دستبردار ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے رشتہ محبت و الفت کا جوڑ لے اور دل و جان سے ہر کام میں ان کی پوری پوری فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کر اور اسی پر اپنی نجات کا بھروسہ و امید رکھ!

۲۷: جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت و تابعداری کا ہونا عزت و کامیابی اور علامت ایمان ہے۔ لہٰذا اس کی تکمیل کر کیونکہ آپ ؐ کی محبت وہ مضبوط حلقہ اور رشتہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔

۲۸: حضور نبی کریم ﷺ کی محبت انسان کے لئے دین و دنیا میں عزت قبر میں سامان انسیت اور آخرت کا بہترین ذخیرہ اور توشہ ہے۔

۲۹: اس مولائے کریم اور رب رحیم کا احسان سمجھ اور شکر ادا کر کہ جس نے تجھے ان کا امتی بنایا اور ان کے ذریعہ سے تجھے ایمان بخشا۔

۳۰: جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ احسان سمجھو کہ جس نے فرمایا۔ آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس کو محبت ہو گی یہ سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ **المرء مع من احبّ۔**

۳۱: الٰہی مجھے رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت اور ان کی سچی فرمان برداری نصیب

فرما۔ ان کے نقش قدم پر چلا ان کی شفاعت نصیب فرما میں ان کی شفاعت کا امیدوار ہوں کیونکہ محبّ کو اپنے محبوب سے پوری امید ہوتی ہے۔ اے اللہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی رحمت ودرود وسلام نازل فرما اور مجھے بھی دن رات حضورؐ پر درودو بھیجنے کی توفیق عطاء فرما اور میرے اس شغل میں برکت عطا فرما۔ **آمین یا اله العلمین o یا رب صل وسلم دائما ابدا۔ علی نبیك وحبیك وبارك وسلم علیه**

☆انسان کا انجام☆

۱: ہائے میری غفلت وکوتاہی کہ میں ساری عمر اللہ ورسولؐ کے احکام میں پہلو تہی کرتا رہا۔ اس کی بات ماننے سے جی چراتا رہا میں نے ہمیشہ اپنی دنیا اور دنیا والوں، رشتہ داروں اور دوست یاروں کو مقدم جانا اور دین جو خدا اور رسول کا حکم تھا۔ کمتر جانا پیٹھ پیچھے ڈالے رکھا ہائے میں نے یہ کیا کیا؟ کہ اسی نافرمانی کی حالت میں دنیا سے جانے اور رخصت ہونے کا وقت سر پر آپہنچا۔ کہ میرا سفر ان دیکھے راستوں کا ہے میرے سفر کا سامان منزل تک پہنچنے کے لئے کافی نہیں میرے میں نہ اب طاقت ہے نہ قوت اور موت ہر دن میری تلاش میں ہے۔

۲: میرے سر اتنے گناہوں کا انبار ہے کہ جن کی مجھے خود بھی خبر اور علم نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے کھلے چھپے سے خوف واقف ہے میرے چھوٹے بڑے گناہ سب خدا تعالیٰ کے پاس درج ہیں۔

۳: اللہ تعالیٰ کس قدر حلیم ہے کہ میرے ان گناہوں اور سیاہ کاریوں کے

باوجود مجھے مہلت دے رہا ہے اور میں ایسا ظالم ہوں کہ میں پھر بھی اپنی جان پر ظلم کیئے جارہا ہوں اور لگاتار گناہوں میں مبتلا ہوں اور وہ پھر بھی میری پردہ پوشی فرما رہا ہے۔

۴: صد حیف ہے مجھ پر۔ آہ! میں وہی ہوں کہ گناہ کرتے ہوئے مکان کے دروازے اچھی طرح بند کرلیتا ہوں حالانکہ اللہ پاک کی آنکھ تب بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ افسوس میں نے زمین والوں سے پردہ کیا اور آسمان والوں سے شرم نہ کی۔ الٰہی میرے حال پر اپنا رحم فرما۔

۵: آہ! کتنی لغزشیں غفلت میں سرزد ہو کر داستان ماضی اور قصہ پارینہ بن گئیں اور کتنی حسرتیں دل میں اٹک کر میرے لئے آتش سوزاں بن گئیں۔

۶: مجھے چھوڑ دو! کہ میں اپنے نفس پر نوحہ کروں اور بقایا زندگی فکروغم میں بسر کرو)۔ واحسرتاواحسرتا۔

۷: اب وہ دن آنے کو ہے وہ منظر اور وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں ایک دن بستر مرگ پر اپنے اہل وعیال کے درمیان بے جان پڑا ہوا ہوں گا اور ان کے ہاتھ مجھے کروٹیں دیتے ہوں گے۔

۸: آہ! وہ منظر بھی کیا ہوگا جب میرے گرد نوحہ گروں اور رونے والوں کی بھیڑ ہوگی میری موت کا اعلان ہو رہا ہوگا مجھے مرگیا اور میت کہہ کر پکارا جارہا ہوگا۔

۹: میرے علاج معالجہ کے لئے حکیم وڈاکٹر کو لایا جائے گا لیکن آج طبیب و

ڈاکٹر کی چارہ گری میرے کسی کام نہ آئے گی۔

۱۰ : نزع کے وقت میری روح نکل جائے گی اور غرغرہ کے وقت منہ کا تھوک بھی تلخ ہو جائے گا۔

۱۱ : لیجئے روح نکال لی گئی اور میرا جسم اہل و عیال اور گھر والوں کے درمیان بے حس و حرکت پڑا ہے اور ان کے ہاتھ مجھے الٹ پلٹ رہے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

۱۲ : گھر کے لوگوں نے میری آنکھیں بند کر دیں اور جبڑوں پر کپڑا باندھ دیا اور افسوس و غم کے بعد جا کر فوراً کفن خریدنے لگے اور کسی کو میری قبر کھودنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

۱۳ : جو شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا وہ بڑی جلدی سے غسل دینے والے کو بلا کر لایا تاکہ وہ مجھے آکر غسل دے۔

۱۴ : میرے اوپر پانی ڈالا گیا۔ تین بار غسل دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ بھئی کفن لاؤ۔

۱۵ : مجھے بغیر آستینوں کے چند کپڑے پہنا دیئے اور کافور لگا دیا لیجئے بس یہی کافور میرا توشہ سفر ہوا اور اب جنازہ اٹھاؤ، اٹھاؤ کی آواز شروع ہوئی۔

۱۶ : اور اب انہوں نے مجھے دنیا سے نکال دیا۔ ہائے افسوس! یہ دن یاد نہ تھا زندگی میں کہ سفر پر جا رہا ہوں مگر نہ کوئی ساتھی ساتھ ہے اور نہ وہاں کا خرچ پاس ہے۔

۱۷ : چار آدمیوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھایا باقی لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے پیچھے ہو لئے۔

۱۸ : مجھے جنازہ گاہ میں لائے۔ امام کو بلایا گیا جنازہ پڑھاؤ صفیں بنائی گئیں۔ امام نے تکبیر کہی اللہ اکبر سب لوگوں نے نیت باندھی چار تکبیریں کہنے کے بعد سلام پھیر دیا گیا جنازہ پڑھ کر مجھے سب نے رخصت کر دیا۔

۱۹ : مجھ پر ایسی نماز پڑھی کہ جس میں نہ رکوع ہے، نہ سجود، شاید کہ مجھ پر اللہ پاک اپنا رحم و کرم فرمائے۔

۲۰ : مجھے قبرستان لے گئے اور میری قبر پر لے جا کر مجھے لحد میں اتار دیا گیا۔ اس آخری دیدار کے لئے میرا منہ کھولا اور آنکھوں سے آنسو بہائے۔ لحد کا منہ بند کیا اور قبر کی مٹی برابر کر دی اور سب لوگ واپس ہوئے۔

کہا دوستوں نے یہ دفن کے وقت
ہم کیوں کر یہاں کا حال جانیں
لحد تک تو آپ کی تعظیم کر دی
اب آگے آپ کے اعمال جانیں

۲۱ : اب میری اس اندھیری قبر میں نہ میری ماں ہے نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ بیوی نہ بچے نہ کوئی رشتہ دار اور نہ کوئی دوست و یار جو میرا دل بہلا سکے۔

۲۲ : یہ تنہائی یہ تاریکی، یہ بے بسی و بے کسی اور یہ وحشت بھی کیا۔ آفت سے کم تھی؟ کہ اچانک میری آنکھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔

۲۳ : یعنی دو فرشتے منکر و نکیر دہشت ناک شکل میں میرے پاس نمودار

ہوئے۔ ہائے میرے اللہ میں ان کو کیا کہوں ان کی ہولناکی اور ڈراؤنی شکل نے میرے ہوش وحواش گم کر دیئے۔

۲۴ : انہوں نے مجھے بٹھایا اور سختی سے سوالات کی جواب طلبی کرنے لگے اے بارالہی تیرے سوا میرا کوئی نہیں جو مجھے اس امتحان سے نجات دلائے۔اب کوئی نہیں جو یہاں آکر میرا حال دیکھے مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔

۲۵ : اے میری امید! بخشش درگزر کے ساتھ مجھ پر احسان فرما اس غریب مسافر پر احسان فرما جو اپنے اہل وعیال اور وطن سب کچھ ہی پیچھے چھوڑ گیا۔

۲۶ : گھر کے لوگ واپس جا کر میراث بانٹنے لگے اور گناہوں کے بوجھ کی گرانباری میرے سر پر آپڑی۔

۲۷ : میری بیوی نے نیا شوہر کر لیا اور گھربار کا حکمران اسے بنا دیا۔

۲۸ : اس نے اپنے بیٹے کو نئے شوہر کا غلام اور خادم بنا دیا اور میرے مال پر اس نے قبضہ کیا اور مال مفت دل بے رحم کے انداز میں اسے صرف کیا۔

۲۹ : اے میرے بھائیو! اس دنیائے بے وفا اور ناپائیدار کی زیب وزینت اور اس کے بناؤ سنگھار پر دھوکہ نہ کھاؤ اس نے بیوی بچوں اور وطن کیساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر نظر رکھو۔

۳۰ : دیکھو! جن لوگوں نے دنیا بھر کی دولت سمیٹ رکھی تھی وہ یہاں سے کافور اور کفن کے علاوہ بھی کچھ لے کر گئے ؟

۳۱ : اپنی دنیا سے زہد اور قناعت لو اور اسی پر راضی رہو خواہ راحت بدن کے سوا

تمہیں کچھ بھی میسر نہ آئے۔

۳۲ : اے میرے نفس نافرمانی سے باز آ اور اللہ تعالیٰ کا فضل جمیل حاصل کر۔ امید ہے کہ اللہ تجھ پر اپنا رحم فرمائے گا۔

۳۳ : اے میرے نفس! تجھے خدا سنوار دے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر اور تجھ کو نیک کام کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔

۳۴ : اٹھ! اور اپنے رسول ﷺ پر درود بھیج اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کر سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ہماری صبح وشام گزارتا ہے خیر اور معافی وبھلائی اور احسان اور اپنی نعمتوں کے ساتھ۔

☆ایک دن☆

جو یہاں آیا ہے ، جانا اس کو ہو گا ایک دن
جب فناہ ٹھہری، تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن
کیا پیغمبر، کیا ولی، کیا اہل دولت، کیا فقیر
سب کو ہے منہا خلقنکم کا صدمہ ایک دن
شرق سے لے کر غرب تک جن کی سلطنت کا شور تھا
دم بخود دو گز زمین میں ان کو دیکھا ایک ن ہر کمالے
راز والے، سچ ہے غافل ہوشیار
بڑے بڑے خاک میں دیکھیں گے نیچا ایک دن
بولی خلوت میں اجل دولہا دلہن سے وقت عیش

ہے تمہیں ایک دن قبر کے گوشے میں سونا ایک دن

کہہ رہی تھی یوں دلہن سے برسر بالین اجل
خاک کر دوں گی تیرے دولہا کا سر ایک دن

اک جنازے پر میں پہنچا اور حسرت سے یوں کہا
میں بھی مل لیتا، اگر، یہ اور جیتا ایک دن

بولی مایوسی ارے غافل جب آ جاتی ہے موت
ایک دم بھی زندگی مشکل ہے، کیسا جینا ایک دن

آگیا جب وقت آ کر پھر ٹھہر سکتا نہیں
ایک ساعت، ایک لحظ، ایک گھنٹہ ایک دن

کھلکھلا لو چہچہا لو، اے گلو، اے بلبلو
پھر ہے رونا، گل میں سونا، خاک ہونا ایک دن

ہیں یہاں مجبور اکبر، کیا نبیؑ، کیا اولیاءؒ
جانب ملک عدم ہے سب کو جانا ایک دن

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

☆قبر کی پہلی رات☆

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

کل نفسٍ ذائقة الموتO

بھائیو! اگر ہم غور سے سوچیں اور دیکھیں تو اس دنیا کی بہت بڑی شادی میں، بھی موت کی ایک جھلک ہے۔

☆لفظ وداع☆

لفظ وداع کے معنی رخصت کرنا ہے دراصل یہ لفظ ایسے ہی موقعہ پر بولا جاتا ہے جہاں پر کسی کا رخصت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

☆لفظ وداع رمضان شریف کے موقعہ پر☆

رمضان شریف کے آخری جمعہ کو۔۔۔۔ جمعة الوداع کہتے ہیں کہ اس رمضان میں پھر کوئی جمعہ نہیں آتا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے حج مبارک کو اس لئے حجتہ الوداع کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ مسلمانوں سے رخصت ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنے مولا سے جاملے۔

☆لفظ وداع شادی کے موقع پر☆

اس لفظ کا استعمال خاص کر بیٹی والے کے ہاں ہوتا ہے۔ چونکہ اس گھر سے بیٹی رخصت ہو کر اپنے مجازی پیا کے گھر جاتی ہے۔ جس طرح بیٹی

والے اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں اسی طرح بیٹے والے بھی کر سکتے ہیں یعنی جس طرح سے لڑکی اپنے ماں باپ اور سہیلیوں سے رخصت ہو کر اپنے دولہا کی ہو گئی اس طرح سے لڑکا بھی اپنے دوستوں کو رخصت کر کے دلہن کا ہو گیا۔ جیسا کہ پرانے لوگوں کا یہ قول مشہور ہے کہ جب کسی کا بیاہ ہو جائے تو سمجھو کہ دوستوں سے چھوٹ گیا اور جب اس کے اولاد ہو جائے تو سمجھو کہ مر گیا۔ غرض یہ تمام باتیں ایک حقیقت کا مجاز ہیں تو پھر بات جو اس وقت عرض کرنی ہے وہ حقیقی وداع ہے۔ اس کے معنی اپنے مشہوری کے باعث بوڑھے، بچے اور جوان بھی شامل ہیں۔ وہ حقیقی مالک کے گھر کی رخصتی ہے۔ حقیقی اور مجازی کی باتیں تقریباً ملتی۔ لیکن اصل اور نقل کا فرق ہے۔ انشاء اللہ جہاں تک ہو سکے گا اس مضمون کو قرآن مجید اور حدیث پاک سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ذرا غور سے سنئے اور پھر عمل بھی کیجئے۔

☆ دوستو! ☆

دنیا میں آپ کو بعض لڑکے اور لڑکیاں بھی ملیں گے کہ جن کا آج تک نکاح نہیں ہوا اور اب شادی ہونے کی بالکل امید بھی نہیں رہی اور ان کی عمریں پوری ہو چکیں لیکن بر عکس اس کے حقیقی پیا کے گھر جانے سے کوئی نہ بچ سکے گا تمام لوگوں کو جانا ہو گا اور ایک دن ضرور جانا ہو گا۔ خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم یا کسی مذہب کے ہوں سب کے لئے یہ فرمان برابر ہے سچے مالک حقیقی کا پیغام سنئے۔ قربان جائیے کتنے پیارے الفاظوں میں اپنے مشتاقوں کو خوشخبری دی ہے۔ یہ

ایک رقعہ ہے جو ہمارے نام آیا ہے جس کا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ شادی کی تیاری کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ بارات آبیٹھے اور تمہارے پاس سامان جہیز تیار نہ ہو۔ ہندی میں کیا ہی کسی نے خوب کہا ہے،

رنگا لے چندریا، گندھا لے یہ سیس
تو کیا کیا کرے گی ، اری دن کے دن
نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
کھڑی منہ تکے گی، اری دن کے دن

☆ رقعہ کیسا؟ ☆

پس یوں سمجھ لو کہ اب منگنی ہو چکی، نہ معلوم کس وقت اور کب شادی کا پیام آجائے۔

☆ دلہن کا مائیوں بیٹھنا ☆

بیٹی والے سات آٹھ دن پہلے لڑکی کو مائیوں بٹھاتے ہیں اور ابٹن مل کر اسے نہلاتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلہن کو جھکنے کی عادت پڑ جائے اور سہیلیوں سے محبت کم ہو جائے۔ اپنے پیا کا تصور بندھ جائے اور میل کچیل سے پاک ہو کر خوبصورت ہو جائے تاکہ دولہا خوش ہو اور یہ سمجھے کہ میری دلہن نہایت خوبصورت ہے۔ حقیقی وداع میں بھی یہی بات موجود ہے کہ موت سے پہلے بیماری آتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے۔ دنیا اور دنیا والوں کی محبت ترک کر کے اپنے حقیقی مالک سے جی لگائے اور

یہ یقین کرے کہ حقیقی وداع (یعنی دنیا سے رخصت ہونے اور مرنے) کے دن بالکل قریب ہیں۔ حقیقت اور مجاز میں انتہائی فرق ہے کہ وہاں میکے (پیکے) آنے کی اجازت ہے اور یہاں اجازت نہیں بلکہ سسرال ہی سسرال ہے وہاں ابٹن اور کھلی نے ظاہری میل کو دور کر دیا تھا تو بیماری نے بندہ کو باطنی الائش (یعنی گناہوں) سے پاک وصاف کر دیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یعنی بخار کو برا مت کہو کہ وہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح سے لوہے کی میل کچیل کو آگ دور کر دیتی ہے۔

☆ دلہن کا بناؤ سنگھار ☆

دلہن والے بیٹی کو نہلا دھلا کر سرخ جوڑا پہناتے ہیں خوشبو لگاتے ہیں، سر گوندھتے ہیں اور مانگ (چیری) نکالتے ہیں۔ آنکھوں میں سرمہ، دانتوں میں مسی اور ہاتھوں میں مہندی لگائی جاتی ہے۔ زیورات سے آراستہ کیا جاتا ہے اور کانوں میں بالیاں پتے، ہاتھوں میں پہونچیاں، چورے، کنگن گلے میں چمپا کلی، گلوبند، ہار، پاؤں میں جھانجر، توڑے اور پازیب وغیرہ پہنائی جاتی ہیں۔ ان باتوں کی آراستگی اور سجاوٹ کیوں کی جاتی ہے؟ اس لئے کہ مجازی پیا کو یہ باتیں بھاتی اور اچھی لگتی ہیں اس کو وہی مانگ والا سر اور بالیوں والے کان اچھے لگتے ہیں اس کو مہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ اور پاؤں بھلے لگتے ہیں۔ اس غرض سے یہ تمام کام پورے کئے جاتے ہیں کہ کسی طرح دلہن دولہا کو پسند آجائے۔

☆ سچے دولہا ☆

وہ خود بھی نرالے اور ان کا بناؤ سنگھار بھی نرالا ہے دلہن کو نہلایا گیا۔ خوشبو کی جگہ کافور چھڑکا گیا اور ماتھے پر عطر لگایا گیا۔ سرخ جوڑے کی جگہ سفید کفنی پہنائی گئی۔ اللہ اللہ مبارک اور خوش نصیب ہیں وہ دلہنیں جو اپنے سچے پیا کی دلدادہ اور طالب ہیں۔

مالک حقیقی کو وہ سر پسند نہیں جس میں مانگ نکالی گئی ہو۔ وہ پیشانی پسند نہیں جس کو خوب چمکایا گیا ہو۔ جو اس کے علاوہ اور کسی دوسرے کے آگے کبھی نہ جھکائی گئی ہو ہمیشہ اسی کے آگے سجدہ میں جھکتی رہی ہو۔ بالی پتوں والے کان پسند نہیں بلکہ اسے وہ کان پیارے ہیں جو غیبت و جھوٹ، راگ باجے، ناچ گانے اور فحش باتوں کو سننے سے پاک ہوں۔ انہیں سرمگیں آنکھیں پسند نہیں بلکہ انہیں وہ خوفزدہ آنکھیں پیاری ہیں جو ان سے ڈر کر روتی رہتی ہیں۔ ان کو مسی لگے ہوئے ہونٹ، دانت اور زبان پسند نہیں بلکہ ان کو وہ ہونٹ دانت اور زبان پسند اور محبوب ہیں جو ہر وقت ذکر الٰہی میں ہلتے رہتے ہیں۔ انہیں کنگن، پہونچیوں والے ہاتھ اور بازو پسند نہیں بلکہ انہیں وہ ہاتھ اور بازو پسند و محبوب ہیں جو ضرورت اور حاجت کے وقت کسی دوسرے کے آگے نہ پھیلائے جائیں اور ہر وقت بارگاہ الٰہی میں بندھے اور اٹھتے رہیں۔ مالک حقیقی کو توڑے، پازیب اور جھانجر والے پاؤں پسند نہیں بلکہ مولائے حقیقی کو وہی پاؤں پسند اور محبوب تر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں گرد آلودہ ہوں جو ہر نیک کام کے لئے اس راستہ میں چل کر جائیں جو ان کے سامنے پچھلی رات کو کھڑے رہیں اور قدم ورم کر آئیں۔

خداوند تعالیٰ کو سیاہ بالوں والی دلہن پسند اور خوش نہیں کر سکتی۔ ہاں ان کو وہ دلہن خوش اور راضی کر سکتی ہے جس نے اسلام میں خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کی حالت کے اندر رہ کر اپنے بال سفید کیے ہوں اس پر واقعی خداوند کریم کو رحم آتا ہے۔

حقیقی دولہا کو کالے اور گورے میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں ان کو تو وہ دل محبوب ہے جو گناہوں سے پاک و صاف ہو۔ جو خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور توحید سے بھرپور اور لبریز ہو۔ کیا ہی خوب کہا ہے۔

نہ کالی کو چاہیں ، نہ گوری کو چاہیں
پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

کیا ہی خوش نصیب اور نیک بخت ہے وہ دولہن ! جو ان زیورات سے آراستہ اور مالا مال ہو کر اپنے پیارے پیا کے گھر روانہ ہوں۔

☆دلہن کا ڈولہ☆

دلہن کو پالکی یا ڈولی میں بٹھلایا گیا کسی بھاگ بھری بیوی نے جالی کا دوپٹہ جس میں سچے موتی لگے ہوئے تھے پالکی یا ڈولی پر ڈال دیا چار کہاروں نے ڈولی اٹھائی سب بھائی بہن رونے لگے اپنی جی جان کھونے لگے اور منہ اپنا آنسوؤں سے دھونے لگے وداع کر کے سب جدا ہونے لگے بیٹی کے باپ نے سر پر ہاتھ رکھ کر خدائے پاک کے سپرد کیا اور ایک ٹھنڈا سانس لیا اور ماں نے بھی چلتے وقت نصیحتیں کیں کہ اے میری بیٹی ہمیشہ اپنی خاوند کی تابعداری کرنا اب وہی گھر

ہے اور وہی در ہے اگر تو اپنے خاوند کی رضامندی سے آوگی تو آئیو ! ورنہ اگر تو اسے ناراض کر کے آئی تو یاد رکھ ! تیرا اس گھر میں گزارہ نہیں۔ اور خاص کر آج کی رات بالکل نہ بھولنا' نگاہ نیچی رکھنا، اگر آج رات کوئی بات بھی تمہاری خاوند کو پسند آگئی تو ہمیشہ آرام وراحت اور سکھ سے رہو گی اور اگر خدانخواستہ آج کی رات ہی دل نہ ملے تو پھر تمام عمر مصیبت کا سامنا رہے گا یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ دلہن جی میں کہہ رہی ہے کہ ماں نے سب کچھ بناؤ سنگھار کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دل کو خوش کر دے دلہن کے باپ نے آگے بڑھ کر دولہا کو سلامی کے روپے دیئے اور روتی ہوئی ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے کہا کہ آپ کو لڑکی کیا دی ہے سبھی کچھ دے دیا ہے چودہ پندرہ برس تک تنکا بھی نہیں توڑا' پھلی پھوڑنی تو کیسی ؟ اور اپنی غریبی کے باوجود اس کا دل کبھی میلا نہیں کیا اب آپ کو اختیار ہے ہم تو بہت ہی نادار ہیں اور غریب آدمی ہیں آپ کے لائق تو ہیں نہیں لیکن پھر بھی جو کچھ ہو سکا اور جو کچھ اس کے مقدر میں تھا وہ آپ کو حاضر کر دیا یہ کہتے ہوئے بے چارے روتے ہوئے ایک طرف کو ہو گئے اب دوسری طرف بھی سنیئے !

☆ادھر بھی یہی حال ہے☆

مرتے وقت کچھ لوگ کلمہ پڑھ رہے تھے تاکہ مرنے والے کی زبان پر کلمہ جاری ہو جائے نہلانے، کفنانے کے بعد ایک چارپائی پر جنازہ رکھا گیا اور اوپر سے چادر ڈالی گئی۔ جس پر چار خانہ بنا ہوا تھا جو دور سے دیکھنے والے کو جالی کا دوپٹہ معلوم ہوتا تھا۔ چار آدمیوں نے چارپائی اٹھائی اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے لے

کر چلے۔ اس دلہن کے ساتھ اس کے نیک اعمال کا جہیز ہے۔ جنازہ کی نماز ہوئی جو الفاظ وہاں بیٹے کے باپ نے کہے یہاں وہ سب نے مل کر کہے۔ **اللّٰھمّ اغفر / لحیّنا و میّتنا و شاھدنا** پوری دعا یعنی دعائے جنازہ پڑھی گئی۔ اس سے فارغ ہو کر دلہن کو سچے پیا کے حوالے کر دیا سب لوگ چشم نم روتے ہوئے ایک طرف کو چل دیئے۔

☆دلہن کی پہلی رات☆

ادھر ماں باپ یہ دعا کر رہے ہیں کہ الٰہی!

آج کی رات ہماری عزت تیرے ہاتھ میں ہے
دلہن اپنے دولہا کے دل میں اتر جائے

ادھر دولہا نے دیکھا کہ دلہن اچھی ہے اور پسند آگئی تو خوش ہو کر منہ دکھائی میں منہ میں کوئی چیز چڑھائی اور دلہن سے کہا کہ تم آج سے تمام باتوں کی مالک ہو جو تمہارا جی چاہے وہ کرو تمہیں ہر طرح سے اختیار ہے، آج میری دعا قبول ہوئی میں بھی اپنے رب سے یہی چاہتا تھا کہ کوئی اچھی عورت مل جائے جو خوبصورت ہو، اور خوب سیرت بھی ہو **الحمد للہ** تم میری مرضی کے موافق ملیں، اب جو تم کہو گی میں وہی کیا کروں گا۔

☆اور اگر کہیں جدا نخوستہ☆

اس رات دلہن پسند نہ آئی تو اسی رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی، کبھی میاں طلاق دینے کو تیار ہوتے ہیں، کبھی برا بھلا کہتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ

سڑا سڑا کر ماروں گا۔ جس طرح سے یہ میرے ساتھ چال چلی ہے ویسا ہی اب میں بھی بدلہ لوں گا۔ غرض تمام عمر بے چاری عذاب میں مبتلا اور گرفتار رہتی ہے طرح طرح کی سختیاں اور تکلیفیں ملتی ہیں، کوئی ہٹانے والا نہیں، کوئی دکھ درد سننے والا اور عذاب سے چھڑانے والا نہیں کچھ بنائے بنتا نہیں کوئی فریاد سنتا نہیں۔ دن رات برے نصیب کو روتی ہے اور اب جی جان کھوتی ہے مگر پھر عرض کہاں قبول ہوتی ہے کوئی آنسو پونچھنے والا نہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہو گا کہ پیا ناراض ہیں۔

☆میت کی پہلی رات☆

آہ اک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور
سب کو جانا ہے مولا کے حضور

ادھر بھی یہی ہے کہ، اگر بندہ قبر میں پہلی رات ہی اپنے آقا اور مولا کو پسند آگیا تو ارشاد ہوتا ہے۔ **سلام قولاً من رب رحیم** ○ (سورۃ یٰسین، پارہ نمبر ۲۳)۔ **سلام علیکم طبته فاد خلوھا خلدین** ○ (سورہ زمر پارہ نمبر ۲۴)۔

غرض یہ کہ بندہ پھر ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہو گا۔ مجازی دلہن کو وہ مزیدار نیند کہاں میسر اور نصیب؟ جو بندہ مومن کو میٹھی نیند اس کو اپنی قبر میں آتی ہے۔ **کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم --- قال للمیت الصالح کم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا**

احب اهله الیه۔

اس پیاری آواز کو سن کر سونے والے قیامت تک بھی کروٹ نہ بدلیں گے۔

ملا سونے والوں کو آرام وہ
کہ اٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ

لہذا جب ان کو پیا ہی جگائے گا تو اس کی آواز کو سن کر اٹھیں گے۔ کتنی پیاری اور مبارک ہے وہ دلہن، جس سے اس کا پیا خوش ہو جائے اور اگر خدانہ کرے میاں خفا ہو جائے اور کوئی بھی ادا اس پردیسی مسافر کی ان کو پسند نہ آئی اور انہوں نے کہہ دیا کہ سب کچھ سہی لیکن صورت شکل تو کسی کام کی نہیں یعنی تیرا دل جو میری جلوہ گاہ تھی۔ وہ سیاہ ہے تو بس پھر حیف صد حیف دولہا نے خفا ہو کر منہ پھیر لیا اور پھر جھڑک کر سختی کے لہجہ میں فرمایا۔

فرشوہ من النار والبسوہ من النار وافتحو الہ من النارO

اس ہولناک آواز کا جو کچھ اثر اس بد صورت دلہن پر ہو گا۔

نعوذ باللہ من ذالک اللھم احفظنا۔

توبہ الہی توبہ۔ اب دیکھنا یہ کہ کون سی دلہن اپنے پیا کے پاس جانے کو بناؤ سنگھار کرتی ہے۔ حقیقی پیار دنیا کا بناؤ سنگھار اور مال و دولت نہیں چاہتے بلکہ وہ اپنے بندوں سے اپنی رضا اور فرماں برداری چاہتے ہیں اس لئے اس کتاب کے پڑھنے والے بھائی بہنوں کی خدمت میں ضروری عرض ہے کہ وہ اپنی اس بقایا عمر اور وقت کو غنیمت سمجھیں۔ اپنے اس قیمتی وقت کی قدر کریں۔ اپنی جوانی و صحت اور

زندگی کو انمول جانیں۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ورنہ پھر وقت گزر جانے کے بعد پچھتانا پڑے گا اور اس وقت کا پچھتانا پھر بیکار اور بے سود ہو گا۔

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

لہٰذا اے میرے بھائیو اور دوستو یاد رکھو۔ جس پر مالک کی نظر پڑتی ہے اس کو بناؤ اس ظاہری بناؤ سنگھار اور شان و شوکت کو جانے دو۔ اب بہت ہو گئی جو رہی سہی زندگی ہے اس کو سنبھال لو اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کو چھوڑ دو ورنہ پچھتاؤ گے۔

کچھ تو کرلو بناؤ چلتے وقت
جا کے صورت اسے دکھانی ہے

بس یہی آپ کی بیاہ اور شادیاں ہیں۔ اگر انہی پر غور کیا جائے تو بہت کچھ عبرت و نصیحت حاصل ہو۔ صرف آپ کی خیر خواہی اور سمجھانے کی غرض سے آپ کی شادی ہی کی مثال دے کر (جو کہ آج کل خاص رنگ رلیوں سے کی جاتی ہے) سمجھایا گیا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور میرے لئے اور میرے گھر والوں کے لئے اس کو ذریعہ نجات بنائے اور موت کی سختی و نزع کی تلخی اور عذاب قبر سے بچائے (آمین)۔ **اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر و عذاب جہنم، فاعتبروا یاولی الابصارO**

حقیر محمد اسماعیل عفی عنہ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ نومبر ۱۹۷۷ء مقام نزد مرقد مبارک

مولانا مفتی عبد الغنی صاحب اور اپنے بھائی والدین کے پاس بیٹھ کر لکھی گئی قبرستان تکیہ ناتو شاہ نزد ریلوے لائن مالیر کوٹلہ۔

☆موت کو یاد کرنے کا حکم☆

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قبرستان جایا کرو کیونکہ قبرستان موت کو یاد دلاتا ہے۔ اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت مانگی تھی۔ مجھے اس کی اجازت مل گئی لہذا تم بھی قبرستان جایا کرو۔ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذرؓ قبرستان جایا کرو۔ اس سے تم کو آخرت یاد آئے گی اور مردوں کو غسل دیا کرو کہ یہ (نیکیوں سے) خالی بدن کا علاج ہے اور اس سے بہت بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ جنازہ کی نماز میں شریک ہوا کرو شاید اس سے کچھ رنج و غم تم میں پیدا ہو جائے کہ غمگین آدمی (جس کو آخرت کا غم ہو) اللہ تعالیٰ کے سایہ میں رہتا ہے اور خیر کا طالب رہتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم بیمار کی عیادت یعنی بیمار پرسی کیا کر، جنازہ کے ساتھ جایا کرو یہ آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ ایک حکیم کسی جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے راستہ میں لوگ اس میت پر افسوس و غم کر رہے تھے۔ حکیم صاحب لوگوں کو فرمانے لگے کہ تم اپنے اوپر افسوس و غم کرو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ تو چلا گیا اور یہ تین آفتوں اور مصیبتوں سے نجات پا گیا۔ نمبر ۱: پہلے یہ کہ آئندہ اب کبھی اس کو

ملک الموت کے دیکھنے کا خوف نہیں رہا۔ نمبر ۲: موت کی سختی کی مصیبت اب اس کو نہیں آئے گی۔ نمبر ۳: برے خاتمہ کا خوف اس کو ختم ہو گیا۔ لہذا اب تم اپنی فکر کرو کہ یہ تینوں سخت منزلیں تم پر آنے کو باقی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان مجلس میں کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنے والا اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لئے بہترین تیاری کرنے والا۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اسلام کا نور سینہ میں داخل ہونے کی کیا علامت ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس دھوکہ کے گھر (یعنی دنیائے فانی) سے دور ہونا، ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف جانے اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا (مشکوۃ شریف)۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ یا رسول اللہؐ سب سے زیادہ سمجھدار سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت (بزرگی) اور آخرت کا اعزاز و مرتبہ لے اڑے۔ (راوہ ابن ابی الدنیا و طبرانی)۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ غرض یہ کہ موت کو یاد رکھنے سے

انسان کی امیدیں کم اور نفس کم ہو جاتا ہے۔ موت کی تیاری رکھنے کیوجہ سے اس دنیائے فانی اور ناپائیدار سے بے رغبتی اور دوری ہونے لگتی ہے۔ موت کی یاد اور تیاری آدمی کو مال کی زیادتی، طمع اور جمع بہت حرص اور لالچ سے بھی روکنے والی ہے کہ آدمی دھوکے اور فریب ظلم و ستم، کم تول اور جھوٹ بول اور طرح طرح کی ہوشیاریاں و مکاریاں کر کے اپنی جان پر گناہوں کی انبار اور گٹھڑ دھر کے اور مالک کے خزانے جمع کر کے بلا کسی خرچ اور کھانے پینے کے چھوڑ کر وارثوں کے حوالے کر کے چلا جاتا ہے۔ بلکہ پچھلوں کے منہ میں غلط لقمہ دے کر جاتا ہے۔ جو بعد میں ان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے لیکن اگر آدمی کو موت یاد رہے اور اپنے مرنے کے دن کی تیاری کرتا رہے تو وہ ان سب ناجائز اور برے کاموں سے بچ جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مال بھی آخرت بھی ذخیرہ اور مددگار بن جاتا ہے۔ موت کی یاد آدمی کی توبہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ دوسروں پر ظلم و ستم اور ان کا ناجائز مال کھانے اور ان کے حقوق کی حق تلفی کرنے سے باز رکھتی ہے۔ غرض موت کو یاد رکھنے سے آدمی بہت سے گناہوں اور روحانی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

یاد رکھنا موت اکسیر ہے
غم سے بچنے کی بس یہی تدبیر ہے
موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے
تو ہر رنج و غم سے ہر وقت آزاد رہے

☆موت کی سختی☆

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی پر کوئی آفت یا مصیبت، کوئی رنج و غم، کوئی تکلیف کوئی مشقت یا کوئی ڈر خوف زندگی میں کبھی بھی نہ آئے۔ تب بھی موت کی سختی، نزع کی تلخی اور اندیشہ ایسی چیز ہے جو اس کی تمام لذتوں اور راحتوں کو مکدر اور ختم کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کی تمام خوشیوں پر پانی پھیر دینے والی ہے۔ اس کی غفلت کو ختم کرنے کے لئے اسی کا فکر کافی ہے۔

موت اتنی سخت مصیبت کی چیز ہے کہ آدمی کو ہر وقت اس کی فکر اور تیاری میں مشغول رہنا چاہئیے پھر یہ کہ اس کا وقت معلوم نہیں کہ نہ معلوم کب آکر پکڑ لے۔ انسان دنیا اور دنیا کے ساز و سامان اپنی غفلت اور رنگ رلیوں میں مشغول ہے دن رات دولت اکٹھی کرنے اور دنیا بنانے بسانے کی فکر میں لگا ہوا ہے اور آسمانوں پر اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں۔ اس کی موت کا حکم جاری ہو چکا ہے جس میں نہ کسی کی سفارش چل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اپیل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی منٹ دو منٹ کی اس کو مہلت مل سکتی ہے۔ جب بھی کسی پر موت کا وقت آیا تو اس کو کچھ کہنے سننے کی بھی مہلت نہیں مل سکی۔

کلام کیا کہ زبان تک منہ میں ہل نہ سکی
پلک جھپکنے کی مہلت بھی ان کو مل نہ سکی

آہ! پھر بھی یہ انسان کس قدر دھوکہ میں پڑا ہوا دنیا کی اس چکنی دلدل میں پھنسا ہوا ہے کہ محل و مکان بنا رہا ہے۔ کہیں زمین جائیداد خرید رہا ہے۔ کہیں باغات لگا رہا ہے کہیں دوکانیں بنوا رہا ہے کہیں کارخانے لگانے کے چکر اور فکر میں

ڈوبا ہوا ہے۔ کہیں مکان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور اس کے فرش فروش کی آرائش میں لگا ہوا ہے غرض یہ کہ موت اور مرنے کے دن کو کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا حالانکہ اس کا نام زندوں کی فہرست سے کٹ کر مردوں کی فہرست میں آچکا ہے۔ حتی کہ کفن تک بازار میں بزاز کی دوکان میں آچکا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

کتنے تعجب کی بات ہے کہ موت جب ایسی چیز ہے کہ جس کا کوئی حال اور کوئی وقت معلوم ہی نہیں کہ نہ جانے کب آپکڑے پھر بھی دن رات آدمی دنیا کی لذتوں اور غفلتوں میں پڑا رہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ اگر اس کو پتہ چل جائے کہ کوئی سپاہی یا پولیس اس کی تلاش میں ہے جو اس کے جرم کی وجہ سے اس کو سزا دے گا تو سب لذت و آرام خاک میں مل جائے گا یا اس کو اتنا ہی پتہ چل جائے کہ آج اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہونگے۔ بس اتنا سنتے ہی ہوش اڑ جائیں گے اور نیند تک حرام ہو جائے لذت و آرام تو کیسا؟

تو اسی طرح سے جب اس کو پتہ ہے کہ ملک الموت اس کی تاک میں ہے اور موت کی سختیاں جو بڑی سے بڑی سزا سے بھی بڑھ کر ہیں۔ وہ اس کو ملنے والی ہیں پھر بھی اس سے غافل رہے بلکہ اس کا کبھی ذکر و فکر ہی نہ کرے۔ کیا اس کی جہالت و حماقت اور غفلت و بے پرواہی کی کوئی حد بھی ہے؟ دراصل حقیقت یہ ہے کہ اس کو ان باتوں پر یقین ہی نہیں کہ ہاں واقعی کل ایسا ہی ہونے والا ہے۔

اسی لئے یہ نہ ہی ڈرتا ہے اور نہ یاد ہی کرتا ہے۔ حالانکہ یہ وقت ایک دن ضرور سر پر آنے والا ہے اس سے بچ کر کوئی کہیں جا نہیں سکتا۔

جو زندہ ہے وہ موت کی اذائیں سنے گا
جب احمدؐ مرسل نہ رہے تو اور کون رہے گا

☆روح کا تن سے جدا ہونا☆

نزع کی تلخی اور وقتِ آخری

عزیز و احباب دم کے ہیں، سب چھوٹ جاتے ہیں
جہاں یہ تار ٹوٹا سب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

موت کی سختی کا حال وہی جانے جس پر گزرتی ہے یا گزر چکی ہے۔ دوسرے کو اس کے حال کی کچھ خبر نہیں۔ جب تک اس سے واسطہ نہ پڑے وہ تو صرف اندازہ اور قیاس ہی لگا سکتا ہے۔ بدن کے جس حصہ میں روح نہیں ہوتی۔ اس کو کاٹنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی جس طرح سے بدن کی جو کھال مردہ ہو جاتی ہے اس کو کاٹنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن جس حصہ میں جان ہوتی ہے۔ اس میں ذرا سی سوئی چبھونے سے یا اس میں سے کچھ لگنے سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ روح کو بدن کے اس حصہ سے تعلق ہے اس وجہ سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے چونکہ روح سارے بدن میں سر سے پاؤں تک آدمی کے جوڑ جوڑ میں موجود ہے۔ اس لئے جب اس کو سارے بدن سے کھینچ کر نکالا جائے گا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ موت کے وقت کیسی سخت کتنی تکلیف ہو گی۔ اگر

کسی زندہ آدمی کا کوئی حصہ کاٹا جائے تو کتنی تکلیف ہوگی اس سے اندازہ کر لیجئے اور اگر وہ حصہ مردہ ہو اس میں روح نہ ہو تو اس کے کاٹنے سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ تو جب ساری روح کو بدن کی رگ رگ سے کھینچا جائے گا تو غور کریئے کہ کیا حال ہوگا لیکن بدن کا اگر ایک حصہ کاٹا جاتا ہے تو روح کا باقی حصہ تمام بدن میں موجود ہوتا ہے وہ اس وقت مضبوط ہوتا ہے۔

اس وجہ سے آدمی چلاتا اور تڑپتا ہے مگر جب پوری ہی روح کھینچی جائے تو اس میں پھر کمزوری ہونے کی وجہ سے اتنی قوت نہیں رہتی کہ وہ کچھ تڑپے یا آرام پا سکے۔ ہاں اگر بدن مضبوط ہوتا ہے تو سانس اکھڑتی وقت اس میں آواز پیدا ہوتی ہے۔ جو دوسروں کو سنائی دیتی ہے اور اگر بدن میں طاقت نہیں ہوتی تو پھر یہ آواز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بدن کے جس جس حصہ سے روح نکلتی جاتی ہے وہ حصہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے پاؤں ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ روح سب سے پہلے پاؤں کی طرف سے نکالی جاتی ہے اور وہاں سے نکل کر پھر منہ کے ذریعہ سے جاتی ہے پھر پنڈلیاں ٹھنڈی ہوتی ہیں پھر رانیں اسی طرح سے ہر حصہ ٹھنڈا ہوتا رہتا ہے اور ہر حصہ کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ اس کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو آنکھوں سے نور جاتا رہتا ہے۔ جس وقت ملک الموت دل کی رگ کو چھوتے ہیں۔ اس وقت آدمی کا لوگوں کو پہچاننا ختم ہو جاتا ہے اور زبان بند ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب چیزوں کو بھول جاتا ہے اگر اس وقت آدمی پر موت کا نقشہ

سوار نہ ہو تو تکلیف کی سختی کی وجہ سے اپنے پاس والوں پر تلوار چلانے لگے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس وقت سانس حلق میں ہوتا ہے اس وقت شیطان اس کے گمراہ کرنے کی بے حد کوشش کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں یہ بھی دعا ہے کہ یا اللہ مجھ پر موت کی اور نزع کی سختی آسان فرما مگر ایک ہم ہیں کہ ان واقعات سے بالکل ہی ناواقف اور بے خبر ہیں۔ ہم تو اس آنے والے وقت کو یاد ہی نہیں کرتے دعا مانگنا تو کیسا؟ اور اگر کبھی بھولے بسرے سے دعا مانگ بھی لی تو وہ بھی سرسری طور پر مانگ لی بس کافی ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے بالکل معصوم اور پاک تھے اور اولیاء اللہ جو خدا کے دوست ہیں وہ تو موت سے اتنا ڈرتے تھے کہ بے حد لرزتے اور کانپتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں سے کہتے تھے کہ میرے لئے دعا کرو کہ وقت نزع کی تکلیف مجھ پر آسان ہو جائے کہ موت کے ڈر نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا۔

☆حکایت☆

بنی اسرائیل کے چند عبادت کرنے والوں کی ایک جماعت ایک قبرستان میں پہنچی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اللہ پاک سے دعا کی جائے کہ ان میں سے کوئی مردہ قبر سے اٹھے تاکہ ہم اس سے کچھ موت کا حال پوچھیں کہ کیا گزری؟ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کی۔ ان کی دعا قبول ہو گئی اور ایک مردہ قبر سے نکلا جس کی پیشانی پر کثرت سے سجدہ کرنے کا نشان بھی پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے آج پچاس سال

ہوئے لیکن موت کے وقت کی تکلیف اب تک میرے بدن سے نہیں گئی۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یااللہ تو روح کو پٹھوں سے، ہڈیوں سے اور انگلیوں میں سے نکالتا ہے مجھ پر موت کی سختی آسان کر دے۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہزار جگہ تلوار کی کاٹ سے مرنے کی تکلیف زیادہ سخت ہے۔ ایک بزرگ اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردوں کو قیامت میں اٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔ حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے اور آرا چلا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ اگر مردے قبر سے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی دنیا کی لذت و آرام سے وقت نہیں گزار سکتا اور میٹھی نیند اس کو نہیں آسکتی۔

☆حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ☆

کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب وفات ہوئی تو ان سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ بارالہا! میں اپنی جان کو ایسا دیکھ رہا تھا جیسے زندہ چڑیاں کو اس طرح آگ پر بھونا جا رہا ہو کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو اور نہ کوئی اڑنے کی صورت ہو اور ایک دوسری روایت میں یہ

الفاظ ہیں کہ ایسی حالت تھی جیسا کہ زندہ بکری کی کھال اتاری جا رہی ہو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ پر نزع کا وقت آیا تو ایک پانی کا بھرا ہوا پیالہ حضورؐ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ حضورؐ اپنا دست مبارک بار بار پیالہ میں ڈالتے اور اپنے منہ پر پھیرتے اور فرماتے الٰہی نزع کی سختی میں میری مدد فرما۔ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ موت کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یاامیر المومنین! جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے اندر داخل کر دیا جائے جس کے ساتھ بدن کا ہر جزو حصہ لپٹ جائے پھر ایک دم اس کو کھینچ لیا جائے۔ اس طرح سے جان کھینچی جاتی ہے۔

استغفراللہ فی امان اللہ اللھم اعنی علیٰ غمرات الموت و سکرات الموت○ اے اللہ موت کی سختیوں کے اس موقع پر میری مدد فرما۔ **امین یارب العالمین○**

☆ملک الموت (عزرائیل)☆

موت کی سختی اور نزاع (جان کندن) کی تلخی کے علاوہ ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتوں کی ہیبت ناک صورتوں کا خوف الگ ایک کڑی منزل ہے کہ جس صورت میں گنہگاروں کی جان نکالتے ہیں۔ ان کی ایسی ڈراؤنی صورت ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے طاقتور آدمی بھی ان کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا۔ کسی میں بھی ان کی دیکھنے کی سہار اور طاقت نہیں جن سے آدمی کو عنقریب واسطہ پڑنے والا ہے مگر آدمی ہے کہ اس سے غافل ہے! اپنے لذت و آرام میں مشغول

ہے۔ کبھی سرسری طور پر یا دوسرے کی جان نکلتی دیکھ کر بھی اس کو کبھی خیال نہیں آتا۔

☆حضرۃ ابراہیمؑ کا واقعہ☆

ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس صورت میں تم نافرمان اور فاجر لوگوں کی جان نکالتے ہو وہ مجھے دکھاؤ ملک الموت نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اس کی دیکھنے کی تاب اور سہار نہ لا سکیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ نہیں میں دیکھنے کی سہار رکھ سکوں گا اس پر حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا کہ اچھا آپ دوسری طرف منہ کر لیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا اس کے بعد حضرت عزرائیلؑ نے فرمایا کہ یا حضرت اب دیکھ لیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ادھر دیکھا تو ایک بڑا کالا آدمی (دیو کی شکل) جس کے بال بہت بڑے بڑے اور نہایت بدبودار کپڑے اور اس کے منہ سے اور ناک سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ حالت دیکھ کر غش آگیا۔ بہت دیر کے بعد ہوش آیا تو ملک الموت اپنی پہلی صورت میں تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اگر فاجر و نافرمان شخص کے لئے کوئی دوسری آفت اور مصیبت نہ ہوتی۔۔۔ تب بھی یہ صورت ہی اس کی آفت و مصیبت کے لئے کافی تھی۔ یہ فاجروں، فاسقوں، گنہگاروں اور نافرمانوں کا حال ہے۔ اب اللہ کے نیک اور فرماں بردار بندوں کا حال سنیئے اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندوں کی روح قبض کرنے کے وقت وہ بہت ہی اچھی اور بہترین صورت میں حاضر ہوتے

ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ سے ہی یہ نقل ہے کہ انہوں نے پھر ملک الموت سے فرمایا کہ جس حال میں تم نیک بندوں کی جان نکالتے ہو وہ حال بھی دکھاؤ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان، بہترین نفیس لباس پہنے ہوئے اور خوشبو میں بسا ہوا سامنے موجود ہے۔

☆نیکیوں یا نیک لوگوں کی موت☆

حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو وہ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ اے ملک الموت فلاں بندے کی روح کو لے آؤ تاکہ میں اس کو راحت و آرام پہنچاؤں۔ اس کا امتحان ہو چکا ہے میں جیسا چاہتا تھا وہ ویسا ہی کامیاب نکلا کہ اس نے میرے سب احکام کو پورا کر دکھایا۔ اس حکم کے بعد ملک الموت اس نیک بندے کے پاس آتے ہیں اور پانچ سو فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فرشتہ اس بندے کو ایسی خوشخبری دیتا ہے جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے اس کو نہیں دی۔ ان کے پاس (خوشبودار) ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں اور وہ سب فرشتے دو قطاروں میں لائن لگا کر اس کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔

☆ابلیس کا رونا☆

اس نیک بندے کے ساتھ اللہ کی مہربانی اور فضل و کرم دیکھ کر ابلیس اپنا سر پکڑ کر رونا چلانا شروع کر دیتا ہے اس کی آواز کو سن کر اس کے خادم و نوکر (شلو نگڑے) دوڑ کر آتے اور آکر پوچھنے لگتے ہیں کہ اے ہمارے آقا اور سردار کیا

ہو گیا؟ وہ کہتا ہے کہ کم بختو! دیکھتے نہیں یہ کیا ہو رہا ہے تم کہاں مر گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے سردار! ہم نے اسے گمراہ کرنے کے لئے بہت کوشش کی اپنا بہت مکروفریب چلایا مگر یہ گناہوں سے محفوظ ہی رہا اور ہمارے داؤ پنچے میں نہ آیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضرت تمیم داریؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ تم میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ میں نے اس کا خوشی میں اور غم میں دونوں میں امتحان لے لیا۔ وہ ایسا ہی نکلا کہ جیسا میں چاہتا تھا۔ جاؤ اس کو لے آؤ تاکہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اس کو راحت مل جائے ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں۔ ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں۔ ہر ایک میں بیس رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں نئی خوشبو ہوتی ہے۔ اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے ملک الموت اس کے سر کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو (جسم کے ہر حصہ) پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کی نظر کے سامنے کھول دیتے ہیں اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ بچے کے رونے کے وقت اس کے گھر والے طرح طرح کی چیزوں سے اس کا دل بہلاتے ہیں۔ کبھی اس کے سامنے حوریں کر دی جاتی ہیں کبھی وہاں کے پھل کبھی وہاں کے بہترین لباس۔ غرض یہ کہ طرح طرح کی چیزیں اس کے سامنے

کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں آکر کودنے لگتی ہیں یہ سب نظارے دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے (جیسا کہ پنجرہ میں جانور باہر نکلنے کو پھڑکتا ہے)

☆ملک الموت کی گفتگو☆

ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ مبارک روح چل ایسی بیریوں کی طرف جن میں کانٹا نہیں اور ایسی کیلوں کی طرف جو تہ بتہ لگے ہوئے ہیں اور ایسے سائے کی طرف جو بہت گہرا اور وسیع ہے اور پانی بہہ رہا ہے اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ یہ بات اس کو معلوم ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہے اور اللہ تعالیٰ اس روح سے خوش ہے۔ اس لئے وہ اس روح کے ساتھ نہایت لطف و محبت کے ساتھ پیش آتا ہے تاکہ اللہ پاک اس فرشتے سے بھی خوش ہوں لہٰذا وہ روح بدن سے ایسی آسانی کے ساتھ نکلتی ہے جیسا کہ آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔

☆روح نکلنے کے بعد☆

جب روح نکل جاتی ہے تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت و خوشخبری دیتے ہیں۔ پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ تو اللہ پاک کے حکموں کو پورا کرنے اور اس کی عبادت و اطاعت میں جلدی کرنے والا تھا اور اس کی نافرمانی میں سستی کرنے والا تھا۔ لہٰذا آج کا دن تجھے مبارک ہو کہ تو

نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی اس سے نجات دی۔ اسی طرح سے بدن رخصتی کے وقت روح سے کہتا ہے۔ اس جدائی پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے ان کے اعمال اوپر جایا کرتے تھے اور جن سے اس کا رزق اترتا تھا۔

☆بعد مرنے کے☆

روح کے نکل جانے کے بعد پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنا دیتے ہیں۔ جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں اس کے بعد وہ اس کے دروازے سے قبر تک دونوں طرف لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کا دعا و استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

☆شیطان کا رونا☆

یہ سب منظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور وہ اپنے لشکر و گروہ سے کہتا ہے کہ آہ تمہارا ناس ہو جائے یہ تم سے کسطرح سے چھوٹ گیا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ یہ معصوم اور بیگناہ تھا۔

تنبیہہ : یہ سب واقعات و حالات ہم کو اس دنیا میں نزع و موت کے وقت سے دکھائی نہیں دیتے۔ ہم ان باتوں کو پڑھ سن کر اور مرنے والے کی حالت کو

دیکھ کر صرف سرسری طور پر خیال کر کے فوراً بھلا اور اپنے دل سے دور کر دیتے ہیں پس اسی مرنے والے کو مرنا تھا ہمیں کونسا مرنا ہے ہمیں تو اسی دنیا میں رہنا اور مزے کرنے ہیں تھوڑی دیر اور وقتی طور پر افسوس ہوتا ہے پھر بس۔ اس دن پتہ چلے گا جس دن ان واقعات سے دوچار ہونا پڑے گا اس کے بعد جب حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری دیتے ہیں اس کے بعد جب ملک الموت اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو **فی سدر مخضود و طلع منضود۝** (سورہ واقعہ) میں پہنچا دو۔

☆قبر میں نیک اعمال کی ہمدردی☆

جب بندے کی نعش کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی نماز اس کے دائیں طرف آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ روزہ! بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اگر وہ دائیں طرف سے آتا ہے تو اس کو نماز کہتی ہے۔ پرے ہٹ، خدا کی قسم یہ شخص دنیا میں بہت مشقت و مصیبت اٹھاتا رہا۔ ابھی ذرا آرام سے سویا ہے پھر عذاب

بائیں طرف سے آنا چاہتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت قرآن مجید ذکر الٰہی اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر تیرا راستہ نہیں ہے غرض یہ کہ وہ جس طرف سے بھی آنا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے اس دوست کو عبادتوں نے (جو اس نے اپنی زندگی میں دنیا کے اندر رہ کر کیں تھیں) گھیر رکھا ہے۔ لہذا وہ عذاب عاجز کمزور ہو کر واپس چلا جاتا ہے اس کے بعد صبر جو ایک کونے میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں تو اس انتظار میں تھا کہ اگر کس طرف کی عبادت میں کچھ کمزوری ہو تو میں اس کیطرف ہمدردی کروں مگر الحمد اللہ تم نے ہی مل کر اس کو دفع کر دیا۔ لہذا اب میں اعمال تلنے کی ترازو میں اس کے کام آوں گا۔ ایک حدیث میں اسی مضمون کو پنجابی اشعار میں اس طرح نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

پر جیڑے پڑھن نمازاں مومن کرن زکوۃ ادائی
اوہناں دی ہیں صفت سناواں وچہ حدیث جو آئی
جد فرشتے سر ول آون اگوں نماز پکارے
اس سر سجدے بہتے کتے خوف خدا دے مارے
کالیاں راتیں سجدے کتے وچہ درگاہ الٰہی
ایہہ سر لائق نہیں عذاباں دیکھ کتاباں بھائی
تاں پھر اوہ فرشتے وونویں سجی طرفوں آون
صدقہ نیڑے آن نہ دیوے تاں پھر ادہ ہٹ جاون

کبھی طرفوں آون پھر کردا جمعہ مناہی
پیر پیادہ طرف نمازاں ہوندا سی اس راہی
لائق ایہہ عذاب نہیں تدھ اسنوں پکڑ جگاون
پاک محمدؐ توں کی آکھیں ایہہ سوال اس پاون
اوہ آکھے اوہ نبیؐ خدا دا اشھد کلمہ پڑھ دا
نال آرام سلاون اس نوں جنت خوشیاں کردا

☆قبر میں☆

قبر میں دو فرشتے جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز بادل کی گرج کی طرف ہوتی ہے۔ ان کے دانت گائے کے سینگوں کی طرح باہر کو نکلے ہوتے ہیں۔ ان کے منہ سے آگ کی لپیٹیں نکلتی ہیں۔ بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک لٹکتے ہوئے ہوتے ہیں ان کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر ختم ہو۔ مہربانی اور نرمی ان کے پاس سے بھی نہیں گزری لیکن سختی کا معاملہ مومنوں کے ساتھ نہیں کرتے لیکن پھر بھی ایسی ڈراونی شکل و صورت کی ہیبت ہی کیا کم ہے؟ ان دونوں کے ہاتھ ایک ایک بڑا بھاری لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے کہ جس کو اگر تمام دنیا کے جن و انسان مل کر اٹھانا چاہیں تو اٹھانا تو درکنار وہ اس کو ہلا بھی نہیں سکتے۔ وہ آکر مردے سے کہتے ہیں بیٹھ جا، مردہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرک جاتا ہے۔

☆سوالاتِ منکر نکیر☆

وہ سوال کرتے ہیں نمبر۱ تیرا رب کون ہے۔ نمبر۲ تیرا دین کیا ہے۔ نمبر۳ تیرا نبیؐ کون ہے؟۔ اگر مردہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔

☆امتحانِ قبر کے جوابات☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! تم ان کلمات کو کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ اس کے بارے میں قبر میں تمہارا امتحان ہوگا وہ کلمات یہ ہیں. لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہO اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

وان اللہ ربنا O اور بے شک اللہ ہمارا رب ہے۔ والاسلام دیننا O اور اسلام ہمارا دین ہے و محمداً نبینا O اور محمدؐ ہمارے نبیؐ ہیں۔ (دیلمی شریف)

اگر بندہ یہ صحیح جواب دیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں تو نے صحیح اور سچ کہا ہے تو اس کی قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیا جاتا ہے جس سے وہ چاروں طرف سے بہت وسیع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ سر اٹھاؤ مردہ جب اوپر کو سر اٹھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں جنت نظر آتی ہے وہ کہتے ہیں اللہ کے دوست وہ جگہ تمہاری رہنے کی ہے اس وجہ سے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے۔ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا قسم ہے اس

پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھ جب وہ دیکھتا ہے تو دوزخ کا دروازہ نظر آتا ہے جس سے دوزخ کا حال نظر آتا ہے وہ فرشتے کہتے ہیں اے ولی اللہ! تو نے اس دروازے سے نجات پالی اس وقت بھی بندے کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کے بعد اس کی قبر میں ستر دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں جن سے وہاں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک وہ انہیں بہاروں میں رہے گا کیسی خوش نصیبی ہوگی وہ روح جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور رحم و کرم کا سلوک و معاملہ فرمائے گا۔ اللھم اسئلك رضاك والجنه الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رضا کا اور جنت کا۔

☆اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والیل کی موت☆

جب اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی رکھی۔ اپنی نعمتیں (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر برسائیں مگر وہ میری نافرمانی سے پھر بھی باز نہیں آیا۔ لہذا آج اس کو لاؤ تاکہ میں آج اس کو سزا دوں اور اس نافرمانی کا مزہ چکھاؤں ملک الموت بہت بری صورت میں اس کے پاس آتے ہیں۔ اس صورت میں کہ بارہ آنکھیں ان کی ہوتی ہیں۔ ان کے پاس ایک گرز (لوہے کا موٹا سا ڈنڈا) جو جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے

جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تانبے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگورے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوتے ہیں۔ ملک الموت آتے ہی وہ گرز اس پر مارتے ہیں۔ جس کے کانٹے اس کے ہر رگ وریشہ میں گھس جاتے ہیں۔ پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور منہ کے نیچے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ مردہ غش کھانے لگتا ہے وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر ایڑی میں روک دیتے ہیں (اور پٹائی کرتے رہتے ہیں) پھر ایڑی سے نکال کر گھٹنوں میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر جگہ جگہ اس لئے روک لیتے ہیں تاکہ اس کو اچھی طرح سے دیر تک تکلیف پہنچائی جائے) پیٹ میں روک دیتے ہیں۔ پھر فرشتے اس تانبہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور پھر ملک الموت اس سے کہتے ہیں کہ، اے ملعون روح نکل اور اس جہنم کی طرف چل کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا بلکہ وہ نہایت تکلیف دینے والا ہوگا) پھر جب روح اسکے بدن سے رخصت ہوتی ہے تو بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برا بدلہ دے کیونکہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جلدی سے لے جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور یہی بات بدن روح سے کہتا ہے۔ اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ

اللہ کی نافرمانی کیا کرتا تھا اس پر لعنت کرتے ہیں اور شیطان کے لشکر دوڑے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس آکر اس کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔

☆نافرمان کی قبر میں پیشی☆

جب نافرمانی کرنے والا قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ اس پر کالے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کی ناک اور پاؤں سے کاٹنا شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ درمیان میں دونوں طرف کے سانپ آکر مل جاتے ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں منکر و نکیر جن کا بیان ابھی اوپر گزرا ہے۔ وہ آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ ان کے ہر سوال میں جواب دیتا ہے کہ ہاہا میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کے اس جواب پر اس کو گرزوں سے اس قدر زور سے مارتے ہیں کہ اس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں اس کے بعد اس کو کہتے ہیں کہ اوپر دیکھ وہ اوپر کی طرف جنت کا دروازہ دیکھتا ہے (جنت کی باغ و بہار وہاں سے نظر آتی ہے)۔ فرشتے اس نافرمان سے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن اور نافرمان اگر دنیا میں تو اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا۔ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی حسرت ہوتی ہے کہ ایسی حسرت کبھی نہ ہوگی پھر دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ

فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن یہ تیرا ٹھکانا ہے اس لئے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ستر دروازے جہنم کے اس کی قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں۔ جن سے قیامت تک گرم ہوائیں اور دھواں وغیرہ اس کو آتا رہتا ہے۔ **اللھم انی اعوذبك من غضبك والنار** ۞ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ناراضگی سے اور تو مجھ کو دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔

ایک روایت میں پنجابی اشعار میں اس کو یوں بیان کیا ہے۔

منکر اتے نکیر فرشتے اس تھیں پچھے آون
ہتھ وچہ گرزاں نیلیاں اکھیاں کڑکاں مار ڈراون
بے نماز تے فاسق تائیں جدوں سوال کریندے
اوہ آکھے کچھ خبر نہ میں نوں گرزاں پکڑ مریندے
وڈی گرز نہ ہلے جے کر سارا جگ ہلاوے
لذت دنیا پچھے دیکھو کتنی سختی پاوے
قبر شکنجے وانگ مروڑے کردا حال دوہائی
ہڈیاں پرزے پرزے ہوون لے واہ نہ کائی
دوزخ دے انگیار قبر وچہ اس دے ہیٹھ بچھاون
اک دروازہ دوزخ ولوں کھول قبر نوں لیاون
تد افسوس کرے اوہ بندہ جد کیتیاں آگے آون
دنیا اتے سمجھن ناہیں احمق بھلے جاون
ایہہ دن اپنا سوچ دلا کر اطاعت ذکر الٰہی
رب نبیؐ نوں راضی کر لے چھوڑ فساد مناہی

☆اے قبر کی پہلی رات کے پڑھنے سننے والو☆

بھائیو! یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ سب بندے کی قبر کی پہلی رات ہی کا بیان ہے قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر بندہ پہلی منزل میں نجات پا گیا اور پورا اتر گیا تو انشاء اللہ آخرت کی منزلیں اس کے لئے آسان ہو جائیں گی اور اگر پہلی رات اور پہلی منزل میں پھنس گیا تو پھر معاملہ بہت مشکل اور کٹھن ہو گا بلا شبہ یہ رات ہم سب پر ایک نہ ایک دن ضرور آنے والی ہے اور اس دنیا کی تمام زندگانی کا حساب ہو گا اس سے کوئی بچ کر بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ سب کو یہ منزل اور سفر درپیش ہے اس لئے بھائیوں سے اور پڑھنے سننے والوں سے یہی عرض ہے کہ چندروزہ اس دنیا میں رہ کر وہ کام کر جائیں جن سے آقا و مولا خوش ہو جائے اور آخرت کی سب منزلیں اس پر آسان ہو جائیں اور آخرت کی سرخروئی اور کامیابی حاصل ہو جائے۔ عذاب قبر سے نجات مل جائے کیونکہ عذاب قبر کا معاملہ بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لئے آسان کرے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعاؤں میں کثرت سے دعا مانگی ہے تاکہ لوگ بھی کثرت سے دعا مانگیں حالانکہ حضورؐ تو معصوم اور بے گناہ ہیں۔ وہ تو ہم کو سبق سکھا کر گئے ہیں اور آگاہ کر کے بتا کر کے گئے ہیں کہ عذاب قبر سخت ہے اس سے ڈرو اس وقت کو یاد رکھو اور اس سے اللہ کی پناہ مانگو۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا کہ تم خوف کی وجہ سے مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذاب قبر سنا دے (اور دکھاوے)

اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر وعذاب جھنم۔ اللھم احفظنا من کل بلا الدنیا و عذاب الاخرۃ

☆نظم روانگی☆

تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
کوئی نہ ساتھ دے گا اور تو بے ساماں ہو گا
وقت نزع سرہانے آئیں گے سب پیارے
صورت کو دیکھ تیری روئیں گے غم کے مارے
یٰسین جب پڑھیں گے تو نیم جان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
آئیں گے جب فرشتے لینے کو جان تیری
کرے گی تب کنارا یہ جھوٹی شان تیری
اس وقت پھر ہٹا سب یہ تان بان ہوگا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
نہلا کے تجھ کو ساتھی کفنا کے لے چلیں گے
پڑھ کر جنازہ تیرا پھر ساتھ چھوڑ دیں گے
دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا نشان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
ہو گی قبر اندھیری گھبرائے گا وہاں تو
آئیں گے جب فرشتے ڈر جائے گا وہاں تو
کس کو پکارے گا تو جب تیرا بیان ہو گا

تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
سرکار دو جہاں کی اے دل غلامی کر لے
دنیا ہے چند روزہ نیکی سے جھولی بھر لے
جنت میں پھر تو بے شک تیرا مکان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
کوئی نہ ساتھ دے گا اور تو بے ساماں ہو گا

☆موت کا ذائقہ☆

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **کل نفسٍ ذائقة الموتِ ثم الینا ترجعون** (سورہ عنکبوت پارہ نمبر ۲۱)۔ یعنی ہر جاندار کو ایک نہ ایک روز ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ (اور دنیا میں کیئے ہوئے اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے) دوستو! کبھی تم نے تنہائی و علیحدگی میں بیٹھ کر یہ بھی سوچا ہے کہ وہ دوست و یار جو پچھلے دنوں، پچھلے ماہ و سال میں تمہارے ساتھ رہتے تھے۔ جن سے تمہاری مجلسیں قائم ہوتی اور سجتی تھیں۔ جن کے ساتھ رنگ رلیاں اور عیش و عشرت منائی جاتی تھیں۔ آج وہ سب کہاں گئے؟ جس طرح سے آج تم اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو۔ جس طرح سے آج تمہیں اپنے کام سے کسی وقت بھی کھانے کمانے اور دنیا طلبی سے فرصت نہیں ملتی۔ کل وہ بھی اسی طرح اس دنیا میں مشغول رہتے تھے جس طرح تمہیں صبح و شام دن رات یہی فکر اور یہی بیماری ہے کہ مل جائے پیسہ ۔۔۔ خواہ ہو کیسا۔ اسی طرح

سے ان مرنے والوں کا حال تھا۔ ان کو کسی وقت بھی تھوڑا بہت وقت نکال کر عبادت الٰہی کرنے اور اپنی دل جمعی کرنے کی فرصت نہ ملتی تھی اور نہ ہی مل سکی۔ نتیجہ یہ کہ اپنی انمول زندگی (جو کہ سرمایہ آخرت تھی) دنیا کے جال اور عیش میں پھنس کر اس کے سمیٹنے اور جمع کرنے پر قربان کر دی۔ یہاں تک کہ اس حالت میں موت نے انہیں آدبوچا جب موت کے پنجے میں گرفتار ہوئے، تو سب آرزوئیں اور دل کے ارمان خاک میں مل گئے۔ اسی حالت میں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر زمین کے نیچے جا دبے۔

☆نظم درذکر موت☆

نہ کوئی پیش چلی، نہ عذر نہ انکار ہوا
جب بشر موت کے پنجے میں گرفتار ہوا
سانس کا کر نہ بھروسہ تو کبھی اے غافل
یہ تو چلتا ہے سمجھ، چلنے کو تیار ہوا
کس قدر موت کی ہے نیند مزے کی یارب
کہ جو کوئی سویا نہ پھر اس نیند سے بیدار ہوا
کوئی ساتھی نہ ہوا مر کے بجز زیر کفن
پہلی منزل سے ہی ہر ایک جدا یار ہوا
جیتے جی بہت مار تھے صوفی اپنے
قبر میں ایک بھی نہ آ کر مددگار ہوا!

اب روتے ہیں، پچھتاتے ہیں۔ زبان حال سے آہ و واویلا کرتے ہیں کہ

۔۔۔۔ کون ہے ہمارا غم خوار اس دہشت و غربت میں۔۔۔۔ کون ہے ہمارے بیوی بچوں کا کفیل ان کی تنگی اور حسرت میں۔۔۔۔۔۔ کون ہے جو ہمارا حق صحبت و دوستی ادا کرے۔ آہ کوئی نہیں!

تم میں سے کوئی اس کا جواب نہیں دیتا۔ تم مردہ کو جبراً قہراً اٹھا کر لے جاتے ہو۔۔۔ اور لے جا کر اس کو قبر کے گڑھے میں اکیلے رکھ کر اوپر سے سینکڑوں من مٹی ڈال کر دبا دیتے ہو۔ ہائے یہ کیسی بڑی مصیبت اور ہمارے لئے عبرت ہے کیا یہ جانتے نہیں کہ ملک الموت ہر روز ہمارے انتظار اور جستجو میں ہے۔ کیا یہ نہیں سنا؟ کہ ہم سب موت کا پیالہ پینے والے ہیں اور موت کی سواری پر سوار ہونے والے ہیں۔ کیا یہ کبھی نہیں سنا؟ کہ عذاب قبر نہایت سخت اور دردناک ہے اور پل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ کیا تمہارے سامنے موت نے کسی کمزور، کسی غریب کسی بیمار و لاچار پر رحم کیا اور اس کو چھوڑا؟ یا کسی بڑے مال و دولت والے، یا حاکم یا بادشاہ راج تاج اور دبدبے والے یا کسی ظالم و جابر کو ان کو بڑے ہونے کے سبب سے ان کو مہلت دی یا کسی کی شادی و غمی کے موقعہ پر موت نے کبھی ترس و رحم کھایا؟ ہرگز نہیں موت کسی کو نہیں چھوڑتی بلکہ ہر قدم دم نکالنے کو تیار ہے کسی وقت یہ ہاتھ نہیں موڑتی۔

☆موت کسی کا لحاظ نہیں کرتی☆

بھائیو! یہ دنیا جائے آزمائش ہے مقام عیش و آسائش نہیں چار دن کی زندگی

ہے خدا کی عبادت کی تو خیر، ورنہ سراسر شرمندگی ہے کوئی نبیؑ ہو یا ولی، بوڑھا ہو یا جوان شاہ ہو یا وزیر، کافر ہو یا مومن، نیک ہو یا بد، امیر ہو یا فقیر، صغیر ہو یا کبیر، عالم ہو یا جاہل، غرض کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ موت کسی کے ساتھ لحاظ نہیں کرتی سب کے لئے برابر ہے ہر وقت آنے کو تیار ہے۔

رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یاں گھر ہوا تو کیا ہوا

جو محلوں اور کوٹھیوں میں بڑے آرام سے رہتے ہیں۔ لمبی تان کر سوتے ہیں۔ وہ مر کر قبر میں بجائے دودھ کے پھر خون جگر پیتے ہیں اور زاروقطار روتے ہیں۔ انگوٹھے حسرت کے چاٹ رہے ہیں اور انگلیاں افسوس کی کاٹ رہے ہیں۔ آہ! جو ابھی یار و آشنا کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ آنکھ پھیری تو کیا دیکھا کہ گور میں پڑے ہیں۔ سانپ اور بچھوان کو ڈس رہے تھے۔ اللہ کی شان ہے کہ زمانہ کی حالت عجیب قدرت کا تماشہ دکھا رہی ہے کہ ایک ہی شہر اور ایک ہی جگہ ہے کہ کہیں گلاب کے پھول ہیں اور کہیں کانٹے ببول۔ کہیں شادی کا ولیمہ اور کہیں میت کے پھول کہیں کوئی نہایت شوق سے نئی شادی کی دلہن کو پالکی میں باجا بجواتا اپنے گھر لے جا رہا ہے اور کہیں کوئی اپنی نوجوان خوبصورتی ایک رات کی بیاہی ہوئی دلہن کے جنازے کو چارپائی پر ڈالے ہوئے قبرستان لے جا رہا ہے۔ اتفاق سے بازار کے بیچ میں میت کی برات اور شادی کی برات کا میل ہوا۔ واہ! مولا تیری شان کہ ایک طرف خوشی اور ایک طرف غم اور ایک طرف خانہ آبادی اور دوسری طرف

خانہ بربادی، ایک طرف ڈولی میں اس کی چھوٹی بہنیں اور سہیلیاں پان کھاتی اور خوشیاں مناتی ہیں اور دوسری طرف چارپائی کے ساتھ چھوٹے بھائی بہن جنازہ کا پایہ اپنے ہاتھوں سے پکڑے روتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کی خوشی میں عقیقہ کے لئے بکرے لئے چلا جاتا ہے کوئی اپنے خوبصورت چاند سے فرزند کا جنازہ لئے چلا جاتا ہے۔ عقیقہ والا بکروں کا گوشت اپنے رشتہ داروں کو کھلائے گا اور دوسرا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو قبر کی خاک پر لٹا کر اس کے گورے گورے بدن کے گوشت کو قبر کے کیڑوں کو کھلائے گا۔ کوئی اپنے داماد کے لئے دوشالہ خریدنے کے لئے چلا آتا ہے اور کوئی اپنے بہوئی کے لئے بازار سے کفن کا کپڑا لئے چلا آتا ہے اور کسی کو چوکی پر بٹھا کر بدن پر شادی کا ابٹن ملا جاتا ہے اور کسی کے بدن کو غسل کے تختہ پر لٹا کر پسلیوں کا لیپ چھڑایا جاتا ہے کسی کے عطر سہاگ لگایا جاتا ہے اور کسی کے غسل کے پانی میں کافور ملایا جاتا ہے۔ کوئی مخملی بچھونوں پر سوتا ہے کوئی قبر کی خاک پر پڑا روتا ہے۔ کسی کی محل سرائے میں ہزاروں شمعیں جلائی جائیں مگر سرکار دو عالم بے چراغ اور اندھیرے گھر میں وفات پائیں۔

☆حضرۃ فاطمہؓ کا جنازہ☆

حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد جب رات کو آپؓ کا جنازہ قبر میں اتارا تو ابوذر غفاریؓ نے اپنے جوش غم میں قبر سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے قبر! تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ ہم کس کا جنازہ لے آئے ہیں۔ یہ بیٹی ہیں رسول اللہﷺ کی، یہ

بیوی ہیں حضرت علیؓ مرتضٰی کی یہ والدہ ہیں حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کی، یہ فاطمہؓ زہرا ہیں جنت کی بیبیوں کی سردار قبر سے آواز آئی کہ اے ابوذرؓ! قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں۔ یہاں تو صرف اعمال صالحہ کا ذکر ہے۔ یہاں تو وہی آرام وراحت پائے گا جس کے اعمال اچھے ہونگے جو سچے دل سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان بردار ہونگے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی، تو خود نیک عمل کر کبھی اس خیال میں نہ رہنا کہ محمدؐ کی بیٹی ہوں اور بخشی جاؤں گی۔ میرے بھائیو! کس قدر غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ ہم تو فلاں پیر صاحب یا فلاں مولوی صاحب کا پلہ پکڑ کر جنت میں چلے جائیں گے وہ کس قدر اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنے نفس اور شیطان کے کہنے پر آکر اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ جب حضورؐ نے اپنی پیاری لخت جگر (بیٹی) کے حق میں یوں فرمادیا تو اوروں کا کیا ٹھکانہ؟ تو لہٰذا دوستو! دنیا کے دھوکہ میں آکر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو اور اپنی حالت اب بھی درست کر لو ابھی وقت ہے۔

☆موت کا آنا ضروری ہے☆

دوستو! آپ نے کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچا اور خیال بھی کیا ہے کہ ہم جیسے اس دنیائے فانی میں ہم سے پہلے کیسے کیسے لوگ آئے اور آکر چلے گئے اور نہ معلوم اسی طرح اس فانی دنیا کا یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا اور اسی طرح نہ جانے ہمارا ابھی کب پتا کٹ جائے اور قبر میں ٹھکانہ ہو جائے اگر خدائے پاک کا حکم

ابھی بیٹھے بیٹھے آجائے تو ہمیں اسی وقت چلنا پڑے گا تو پھر انسان ہزار کوشش کرے اور ہزار اپنا بس چلائے مگر موت پھر کسی کی نہیں سنتی اور یہ بھی بات ہے کہ موت بلانے سے نہیں آتی بلکہ بن بلائے آتی ہے اور جب وہ آتی ہے تو پھر آدمی کو لئے بغیر ہرگز واپس نہیں جاتی اور نہ ٹالنے سے ٹلتی ہے۔ آہ! یہ انسان کس قدر کمزور ہستی ہے۔ زندگی اور موت میں الجھا ہوا اور ایک لمحہ بھی اپنی زندگی کا بھروسہ نہ رکھنے والا یہ انسان ہے مگر باوجود اس حالت اور کمزوری کے حال یہ ہے کہ سامان برسوں کے ہو رہے ہیں۔ دنیا کے کاموں میں اس قدر مصروف اور مشغول ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک اور اپنی موت و قبر کو کبھی بھول کر بھی یاد نہیں کرتا اور حرص و تمنا کا یہ حال ہے کہ اگر قارون کا خزانہ بھی مل جائے تو اس پر بھی صبر نہیں بلکہ اور بھی زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی حرص و ہوس بڑھتی ہے اور جوں جوں یہ قبر میں جانے کے نزدیک ہوتا ہے لیکن حرص و طمع اس کی جوان ہوتی ہے۔

ہمیشہ یہی ہے سبق نفس کو
میری آج حاجت روانہ ہوئی

اتنا بھی سوچنے اور خیال کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ہم اس چند روزہ زندگی کے لئے اتنی جان مار کر اور طرح طرح کے ہیر پھیر، جھوٹ بول، کم تول، مکرو فریب اور اپنی جان پہ ظلم و ستم کر کے مال و دولت اکٹھا کر رہے ہیں یہ ہمارے کس کام آئے گا کیا یہ ہمارے ساتھ جائے گا جس کے پیچھے ہم نے دین کو

کھویا اور اپنی آخرت کو بگاڑا تو ایسی دنیا اور مال سے کیا حاصل ؟ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ ہم اس چند روزہ زندگی میں اپنے پیدا کرنے والے آقا و مولیٰ کو یاد کریں اور اتنی بھاگ دوڑ اپنی آخرت اور قبر کے لئے کریں اسے کبھی نہ بھولیں اور جو دولت جمع کر رکھی ہے اس سے غریبوں کی مدد کریں اور اسے نیک کاموں میں خرچ کریں۔ تا کہ عاقبت بخیر ہو اور وہاں ہماری کام آئے یہ دولت ہمارے ساتھ قبر میں نہ جائے گی۔ ہمارے اس جسم کو (جس کو حلال و حرام کھلا کر خوب موٹا تازہ کر رہے ہیں) قبر کے کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔ اس لئے میرے دوستو بہتر یہ ہے کہ تم ایسے کام کر جاؤ کہ کل تمہارے کام آسکیں اور مرنے کے بعد بھی سب تمہیں یاد کریں ورنہ یاد رکھ تمہارے یہ مال و دولت رشتہ دار اور دوست یار، ماں باپ، بہن بھائی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، غرض جتنے بھی اس دنیا کی زندگانی کے ساتھ ہیں یہ آگے چل کر (مرنے کے بعد) آخرت میں کسی کام نہ آسکیں گے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

یوم ینفع مال ولا بنون o الا من اتی اللہ بقلب سلیم o (سورہ شعراء)

جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے جو شخص خدا تعالیٰ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا وہ امن اور سکون پا سکے گا۔

کھیت مکان تے باغ بہاراں
چھڈ جائے گا سندر ناراں
خالص عملاں باجھوں کوئی
یار نہ مدد گاری دا

صرف تمہارے وہی نیک اعمال جو تم نے دنیا کی اس زندگی میں کیئے ہونگے وہی تمہارے کام آئیں گے۔

کسی کے ساتھ جانا نہیں ہے مال و زر
اور کام آتے نہیں پسر و پدر
آخر کو ایک دن یہ سب مر جائیں گے
رشتہ داروں کی الفت کو توڑ جائیں گے
اکیلے کو قبر میں دبا کر سب آ جائیں گے
خویش و قبیلہ مل مل کر ہاتھ سب رہ جائیں گے
سب تو گھبرا کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کر بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

☆یاد رکھو!☆

اگر تمہارے پاس مال و دولت، زمین و جائیداد اور مکان و دوکان نہیں بھی ہے۔ تو تم اس پر بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ کل قیامت کے روز حساب دینے میں تمہیں آسانی ہو گی۔ وہاں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہو گا۔ وہاں نیک اعمال کے سوا کوئی ساتھی نہ ہو گا سب کو اپنی اپنی پڑی ہو گی کہ ایسی مصیبت کی گھڑی ہو گی۔ اللہ اس دن ہم پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین۔ لہٰذا غافلو! غفلت سے ہوشیار ہو جاؤ دنیا کی زندگی اور بہار چند دن ہے اور سفر آخرت قریب ہے وہاں کا سرمایہ اور خرچ جمع کر لو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حکموں کی تابعداری کرو۔ اپنے برے اعمال سے توبہ کرو موجودہ زندگی کو غنیمت جانو ورنہ جانے کے بعد اس سے بھی ہاتھ ملتے رہ

جاؤ گے۔ انسان کی زندگی ہے ہی کیا؟ ایسی مثال ہے کہ یہ درخت کا ایک پتا ہے نہ جانے کب تیز ہوا اور آندھی آجائے اور اسے اڑا کر لے جائے۔ بس یہی موت کا پیغام ہے۔

جو ہمیں اڑا کر لے جائے گا کہ سب کے سب دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور پھر وہاں خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم کے سوا اور کسی کا کوئی سہارا نہ ہو گا۔

☆ زندگی کیا ہے؟ ☆

دنیا میں اے دنیا والو کیا پھولے پھولے پھرتے ہو
پہنو گے اک روز کفن بدلو گے پھر ہستی کا چولا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

دوستو! اس زندگی کا کچھ بھروسہ اور اعتبار نہیں ابھی ایک شخص ہے اور تھوڑی دیر میں پتہ لگا کہ ہے نہیں۔ یہ پتا کی نوک پر رکا ہوا پانی کا ایک قطرہ ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ کوئی اس کا مقام نہیں۔ اس لئے انسان اپنی زندگی کو پائیدار نہ سمجھے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ کب اس کا دنیا سے چلنے کا بلاوا آجائے اور اسے خبر بھی نہ ہو۔

ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو — نہ غافل ہوا اتنا خبردار ہو

لہٰذا اے بھائی! اب بھی وقت ہے۔ میں تجھ سے بار بار کہتا اور نصیحت کرتا ہوں یہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے اور سر دردی کی جا رہی ہے وہ سب تیری ہی خیر خواہی

ہمدردی، قبر و موت کی سختی، نزع کی تلخی، قبر کی تنگی و تاریکی، پل صراط پر سے آسانی، عذاب جہنم سے نجات و خلاصی داخلہ جنت جو ہمیشہ ہمیشہ کے آرام و راحت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے اور اس کے ملنے اور اللہ تعالیٰ کے راضی اور خوش کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہا اور لکھا جا رہا ہے اور نہ ہی اس کتاب کے لکھنے کا یہ منشاؤ مقصد ہے کہ اس سے دنیا اور دنیا کا مال و دولت کمایا اور اکٹھا کیا جاوے۔ یا اس سے کوئی تعریف اور نام کرانے یا اپنی شہرت مقصود ہو اللہ تعالیٰ ایسی نیت اور ریاکاری اور دنیا کے مالداری سے محفوظ رکھے اور اس کی مکاریوں دلفریبیوں اور اس کے فتنوں سے بچائے۔ آمین اللھم احفظنا من کل بلا الدنیا والاخرہ ۔ خدارا میری اس نصیحت کے پڑھنے سننے کے بعد اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو درست کر لے جو کچھ تجھے کرنا ہے بس ابھی کر لے۔ ابھی عمر پڑی ہے۔ ابھی تجھے مہلت ہے۔ ابھی تو تندرست ہے۔ ابھی تجھے فرصت ہے۔ ابھی تو جوان ہے۔ ابھی تو حیات اور زندہ ہے ابھی تیرے ہاتھ پاؤں اور دل و دماغ اور سب اعضائے بدنی صحیح سالم ہیں۔ ان کی قوت ختم ہونے، وقت گزرنے اور بڑھاپا آجانے کے بعد تجھ سے پھر کچھ نہ ہو گا جو کچھ ہو گا ابھی جوانی اور صحت میں ہو گا۔ بڑھاپے اور بیماری میں پھر کچھ نہ ہو گا جو کچھ ہو گا اسی زندگی میں ہو گا۔ موت کے بعد کچھ نہ ہو گا پھر سوائے واویلا اور حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا الدنیا مزرعة الاخرہ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جیسا کوئی یہاں دنیا میں بوئے گا ویسا آخرت میں کاٹے گا۔ یاد رکھ

بڑھاپا عنقریب تجھ پر آنے کو ہے۔ اس وقت تجھ کو چلنا پھرنا بھی دو بھر اور مشکل ہو جائے گا اور پھر گھر والے بھی تجھ سے نفرت کریں گے تیرا یہ جسم ہار جائے گا تیری سب طاقت اور حسن رخصت ہو جائے گا غرض تیری کوئی وقعت نہ رہے گی۔

تجھے پہلے بچپن نے برسوں میں کھلایا　　جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا　　اجل تیرا کر دی گی بالکل صفایا

ارے کیا تو دیکھتا نہیں کہ، جب گدھا بوڑھا ہو جاتا ہے اور بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں رہتا تو اسے گھر سے باہر جنگل کی طرف نکال دیا جاتا ہے پھر اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ لہذا یہی حشر تیرا بھی عنقریب ہونے والا ہے تیرا یہ حال تیرے گھر والے بیٹے، پوتے ہی کریں گے جن کے پیچھے تو نے اپنی تمام زندگی کھوئی۔ گناہوں کی گٹھڑیاں سر پر لادیں۔ جن کو اپنی خون پسینے کی کمائی خرچ کر کے بی اے، ایم اے کی ڈگریاں حاصل کرائیں اور دین سکھانا تیرے لئے عار اور شرم و حیاء کا مقام اور وقت برباد کرنا تھا۔ خدا کے نام پر دینے کے لئے تیرے پاس ایک پیسہ نہ تھا لیکن فرزند ارجمند کی ڈگریاں حاصل کرانے کے لئے اور اس کی شادی میں ناچ گانا اور لعنت کی رسموں کے لئے تیرے پاس پیسہ تو پیسہ غرض سبھی کچھ خرچ کر دیا ارے دین محمدیؐ کو کھونے اور حقیر سمجھنے والے قبر تو قبر اس دنیا ہی میں بھگت کر مرے گا۔ آخرت تو آخرت تجھے مرتے ہی دم نکلتے ہی اور قبر میں پہنچتے ہی پتہ لگ جائے کہ میں نے دنیا کی زندگی میں رہ کر کیا کمایا اور کیا کھویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ ارشاد باری ہے۔ کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون بس اے غفلت بھرے، خبردار ہو جا اٹھ جاگ اور خدا سے دل لگا۔ اس کی عبادت کر اس کے حکموں پر چل، شریعت محمدی کا دل و جان سے پابند ہو جا۔ وہاں کی بنا یہاں کی چھوڑ دین کو بنا، دنیا کی چھوڑ اپنے مال اور اس زندگی کی پونجی سے آخرت کا سامان خرید کر لے۔ جو کل وہاں تیرے مرنے کے بعد کام آسکے اور تجھے قبر و حشر میں سکھ و چین نصیب ہو اور اللہ تجھ سے راضی ہو جائے۔

☆ نظم ☆

بندگی حق کی کرو دن رات　نفع زندگی
بندی ہے، بندگی ہے، بندگی ہے۔ بندگی
آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہو گی خجالت لاکلام
پرستش اعمال خالق جس گھڑی فرمائے گا
ملک و دولت جاہ و حشمت کچھ نہیں کام آئے گا
باپ بھائی، ماں بہن، فرزند و زن اور یار غار
عاشق و معشوق نوکر بندہ و خدمت گزار
کام آئے گا نہیں ہر اک جدا ہو جائے گا
بلکہ اک اک عضو دشمن جان کا ہو جائے گا
توبہ گناہوں سے کرو ہر وقت پہلے موت کے
ورنہ پیش آوے خرابی، سخت پیچھے موت کے

منزل مقصود پر کس طرح ہم پہنچیں گے آہ
حد سے زیادہ اپنے سر پر ہوگیا بار گناہ
اور ہزاروں سال کی راہ پل صراط پر خطر
بال سے باریک ہے ، تلوار سے ہے تیز تر
ہو سکیں جو کام اچھے آج کر لو مومنین!
کل نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہے نہیں
تندرستی ہے بڑی شے اس کو نعمت جانیئے
زندگی بھر عبادت ہے غنیمت جانیئے
کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں!
جب بڑھاپا آ گیا کچھ بات بن پڑتی نہیں
ہاتھ پاؤں میں پھر یہ زور اور قوت کہاں
زباں میں یہ بات ، اور آنکھوں میں یہ طاقت کہاں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت ، گر جوانی ہو چکی
یہ بڑھاپا بھی نہ ہو گا موت جس دم آ گئی
جو گیا ملک عدم کو ، یہاں نہیں آئے گا پھر
پنج روزہ زندگی، کوئی نہیں پائے گا پھر
ہے یہاں جن کا تکبر سے دماغ افلاک پر
قبر میں سونا پڑے گا ان کو فرش خاک پر
توبہ استغفار گناہوں سے کرو ڈرتے رہو
احکام الٰہی حق تعالیٰ کو ادا کرتے رہو

☆ موت ہر جگہ ہر حال میں آتی ہے ☆

"اس سے بچ کر کوئی کہیں بھاگ کر جا نہیں سکتا" موت کو آنے سے لوہے کا سخت سے سخت دروازہ بھی روک نہیں سکتا۔ یا مضبوط سے مضبوط قلعہ بھی اس سے بچا نہیں سکتا۔ بڑے سے بڑے لشکر بھی اسے اپنی پناہ میں نہیں رکھ سکتا۔ نہ مال و دولت نہ اہل و عیال نہ دوست و رشتہ دار ہی اسے کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ نہ ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج ہی کوئی کام آسکتے ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے وہ فرماتے ہیں۔ **این ماتکونو ایدر ککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدةٍ** (سورہ نساء پارہ نمبر ۵)

تم جہاں بھی چاہو رہو، موت تم کو وہیں آپکڑے گی۔ خواہ کیسے ہی مضبوط قلعوں (اور بلند برجوں) میں جا رہو وہاں بھی موت ضرور آئے گی۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ **قل کن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت والقتل** (سورہ احزاب پارہ نمبر ۲۱ رکوع ۱۸)

آپ فرما دیجئے اے نبی لوگوں کو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز فائدہ نہ دے گا۔ تیسری جگہ فرمایا۔ **قل ان الموت الذی ترون منه فانه ملقیکم ثم تردون الی علم الغیب و الشهادة فینبکم بما کنتم تعلمون** (سورہ جمعہ پارہ نمبر ۲۸)

آپ فرما دیجئے کہ موت جس سے تم گریز (نفرت) کرتے اور بچتے ہو وہ تمہارے سامنے آرہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے خدائے پاک کی

طرف واپس لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتلایا جائے گا۔

☆موت کو یاد رکھنا☆

اوپر کی آیات سے ثابت ہو گیا کہ موت ضرور آکر رہے گی کسی حال میں بھی ٹلنے والی نہیں تو آدمی کو چاہئیے کہ زندگی میں ہمیشہ اسے یاد رکھے اور اس کے لئے تیاری کرتا رہے کیونکہ اس کا ذکر کرنا اور اس کو یاد رکھنا بھی لذتوں میں کمی پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو یعنی یوں فرمایا کہ اس کے ذکر سے اپنی لذتوں میں کمی کیا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر سکو۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر جانوروں کو موت کے بارے میں اتنا معلوم ہو جائے جتنا کہ تم لوگوں کو ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے (یعنی موت کے خوف سے سب کمزور ہو جائیں) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے قیامت کے دن وہ شخص شہیدوں کے ساتھ اٹھے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص پچیس مرتبہ اللھم بارک لی فی الموت وما فی بعد الموت o روزانہ پڑھ لیا کرے وہ شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔ غرض ان سب فضیلتوں کا مطلب اور سبب یہی ہے کہ موت کا کثرت سے یاد کرنا اس دھوکہ اور غرور کے گھر سے بیزاری سے بے رغبتی پیدا کرنا اور دل کا نہ لگانا ہے اور آخرت کے لئے تیار رہنے پر آمادہ کرنا ہے۔ موت سے غفلت کرنا۔ دنیا کی شہوتوں اور لذتوں میں اضافہ اور ترقی پیدا کرنا ہے۔

جناب رسول اللہؐ کا ایک دفعہ ایک مجلس پر گزر ہوا۔ جہاں سے (لوگوں کے) زور زور سے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنی مجالس میں لذتوں کو توڑنے اور ختم کر دینے والی چیز کا تذکرہ شامل کیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ لذتوں کو توڑنے والی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ موت ایک اور حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گزرے گی؟ تو تم کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ اور کبھی لذت سے پانی نہ پیو جو شخص موت کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور موت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ مجھے موت سے محبت نہیں ہے (بلکہ نفرت ہے) کیا علاج کروں آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مال ہے؟ صحابی نے کہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو (اپنے لئے) آگے چلتا کر دو (یعنی اس کو اللہ کے راستہ خرچ کر کے اس کو اپنے لئے آخرت میں بھیج دو) آدمی کا دل مال میں پھنسا رہتا ہے جب اس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب اس کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔ لہذا دوستو موت آنے سے اور اس دن کے آنے سے پہلے پہلے کہ جس دن زبان بولنے سے، آنکھیں دیکھنے سے کان سننے سے ہاتھ پکڑنے اور پاؤں چلنے سے بیکار ہو جائیں گے چاہئیے کہ اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کی خدا سے معافی مانگیں کیونکہ

اس عمر بے وفا کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس لئے ہمارے لئے یہ آج ہی موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے بد افعال پر شرمائیں اور گڑگڑائیں۔ اس کے سامنے عاجزی وانکساری کریں اور اپنے گناہوں کے لئے توبہ واستغفار کریں۔ کیونکہ کل کو پھر بولنے کی طاقت نہیں ہوگی جب تک اس مالک کا ان اعضائے بدن کو حکم ہے اس وقت تک یہ تمام خادم وخدمت گزار ہیں اور تیرے تابع وزیر فرمان ہیں۔ زبان بولتی ہے آنکھیں دیکھتی ہیں۔ کان سنتے ہیں، ہاتھ پکڑتے اور پاؤں چلتے ہیں۔ خواہ ان کو غلط چلائیں یا صحیح، یہ انکار نہیں کرتے اور یہ تیرے ساتھ خدا کی سی آئی ڈی بھی ہیں کہ کل قیامت کے دن تیرے سب کرتوت تجھ پر ظاہر کریں گے۔

نیکی بدی تو لیں وہاں
نامہ اعمال کھولیں وہاں
جب ہاتھ پاؤں بولیں وہاں
جاتا رہے سارا بھرم

لہٰذا تجھے لازم ہے کہ آج یہ سب تیرے فرماں بردار ہیں تو ان سے رضائے الٰہی والے کام لے اور ان کو برے کاموں سے بچا۔ تاکہ کل تیرے لئے باعث ندامت اور شرمندگی نہ ہوں۔

☆ نظم ☆

آرزو دنیا و دیں کا [illegible] میں لے جائے گا
بات کرنے کی بھی فرصت پر نہیں تو پائے گا

آنکھ سے تو دیکھ پڑھ لے ہو سکے جتنا قرآن
ہو نہ جائے اندھا کہیں، حکم خدا سے مہرباں
کان سے سن لے تو، جتنا ہو سکے قرآن کتاب
ہو نہ جائے یکبارگی، اے یار تو بہرا شتاب
کر زباں سے روز و شب تو، ذکر مولا اے میاں
ہو نہ جائے گونگا کہیں، یکبارگی اے مہرباں
چل سکے پاؤں سے جتنا، جا خدا کی راہ میں
نفل پڑھ لے ہو نہ جائے، درد تیرے پا میں
جو کہ دینا ہے کسی کو دے لے، اپنے ہاتھ سے
ہاتھ سے دینا بڑی ہے نعمت، اس کو جان لے
کر جوانی میں عبادت حق تعالیٰ کی مدام
ہار جائے گا بڑھاپے میں، بدن تیرا تمام

☆ پس ☆

اے پڑھنے سننے والے اس کتاب کے اب بھی بیدار ہو جا

افسوس ہے اس بات پر
نہیں گور کا تجھ کو فکر
اٹھ جاگ جلدی ہوش کر
دوست بھرا جاتے رہے
آنا نہ پھر ہو گا کبھی
آئے نہیں حضرت کی

کر پیشوا کی پیروی
جو کچھ بتا جاتے رہے
اے یار کچھ سامان کر
آج کل تیری ہے سفر
رہنا تیرا ہو کس قدر
جب مصطفیٰ جاتے رہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے عیبوں اور نافرمانیوں کو معاف کرا لے پاس قیمتی زندگی کو یونہی اس دنیا کے بیکار دھندوں میں برباد نہ کر۔ ایسے صحت کو، فرصت کو فراغت کو، مہلت، جوانی کو اور بقایا رسی سہی زندگانی سمیت جان اور آخرت میں کام آنے اور ساتھ جانے والا خرچ جمع کر لے۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو چھوڑ کر فانی (دنیا) کو حاصل کرنے میں اپنی قیمتی عمر برباد نہ کر۔ یاد رکھ جس قدر لوگ دنیا حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں اور دین سے غفلت برتتے ہیں اس کے لے قیامت کے دن اتنی ہی ذلت اٹھائیں گے۔

☆واقعات☆

حضرت شفیق ؒ بلخی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لوگ چار توں میں میری موافقت کرتے ہیں اور عمل میں اس کے خلاف کرتے ہیں اول ہتے ہیں کہ نحن عبید اللہ ہ یعنی ہم اللہ کے غلام (بندے) ہیں اور آرزوؤں کا عمل کرتے ہیں۔ دوم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل ہے یعنی ذمہ دار ہے

مگر دنیا کی چیزوں کے بغیر ان کے دلوں کو تسلی نہیں ہوتی۔ سوم کہتے ہیں کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ لیکن دنیا کے لئے مال و دولت جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لئے گناہوں کو جمع کرتے ہیں۔ چہارم کہتے ہیں کہ ضرور (ایک دن) مرنے والے ہیں۔ لیکن وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے کہ مرنا ہی نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ جس وقت موت کو یاد کرتے تو ان کے بدن سے لہو کے قطرے ٹپکتے۔ حضرت کعبؒ فرماتے تھے کہ جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔ حضرت داؤدؑ جب موت کا ذکر کرتے تو آپ کے بدن کے بند بند شکستہ ہو جاتے اور جب رحمت الٰہی کا ذکر کرتے تو از سر نو آپ کے جسم میں جان آتی۔

حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضور نبی کریم ﷺ فرماتے اے لوگو! اللہ کو یاد کر لو، اللہ کو یاد کر لو۔ عنقریب قیامت کا زلزلہ، پھر صور پھونکنے کا وقت آ رہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آ رہی ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت کا، قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہوا ہو۔ ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا۔ ایک موت نے، دوسرے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔ اشعثؒ کہتے ہیں کہ جب بھی ہم حضرت حسن بصریؒ کے پاس حاضر ہوتے تو جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنے گھر میں ایک قبر کھودی ہوئی تھی ہر روز کئی بار اس میں سوتے اور کہتے کہ ایک گھڑی بھی

میں موت کو بھلادوں تو میرا دل سیاہ ہو جائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب دل سخت ہو جائے تو تم اپنے اوپر چار چیزوں کو لازم کر لو۔ اول حق پرست اور نیک عالموں کی صحبت، دوم مختصر مشاہدہ، سوم قبروں کی زیارت، چہارم موت کی یاد۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑ کر پھر فرمایا۔ **عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ ۔ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانك غریب اوکانك عابری سبیل وعد نفسك فی اصحب القبور** (بخاری و مسلم شریف)

یعنی بخاری و مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح سے رہ کہ جس طرح سے مسافر رہتا ہے کہ وہ راہ چلتا ہوا مسافر سفر میں زیادہ بکھیڑا نہیں کرتا اور ہر دم اپنے وطن کو یاد کر کے سفر کے خرچ کی فکر میں رہتا ہے۔ پس اسی طرح سے مومن کو چاہئیے کہ دنیا کو سرائے فانی جان کر اور بے ہودہ حرص اور ہوا کو مار کر اپنے اصلی وطن سے کبھی غافل نہ ہو۔ ہر دم وہاں کا سامان کرتا رہے اور اپنے آپ کو قبر والے مردوں میں گن رکھے۔ یعنی موت کا بھولنا دنیا کی بہت بڑی پریشانی و مصیبت کا سبب ہے اور جس کو موت یاد ہو اس کو پھر کوئی فکر نہیں رہتی اس لئے آدمی کو چاہئیے کہ جب صبح ہو تو شام کا منتظر نہ ہو اور جب شام ہو تو صبح کی توقع نہ رکھے اور صحت کی حالت میں بیماری سے پہلے اور جوانی کی حالت میں بڑھاپے سے پہلے اور فرصت میں مشغولیت کے وقت سے پہلے جو عمل کرنا ہے سو کر

لے۔ تندرستی کو غنیمت جان کہ بیماری میں پھر تجھ سے کچھ نہ ہو گا۔ اپنی اس زندگی میں موت کا سامان مہیا کر لے اور آنے والے وقت کے لئے توشہ آخرت جمع کر لے۔

☆موت کو یاد کرنے کا طریقہ☆

موت کو یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہمسروں اور ساتھیوں سے جو پہلے مر چکے ہیں ان کی موت سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور ان کو یاد کر کے سوچے کہ اب مٹی نے ان کے حسن و جمال کو خاک میں کیسا ملا دیا۔ ان کے اعضاء قبر میں جدا جدا ہو گئے ہونگے کیسی بے کسی کی حالت میں اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم چھوڑ گئے۔ ان کا مال و اسباب جاتا رہا ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ ان کا وہ سب کروفر ختم ہو گیا ہائے اب قبر کا اندھیرا اور بس مٹی ہے۔ غرض اسی طرح سے ایک ایک شخص کو جدا جدا یاد کر کے سوچے کہ یہی حال ایک دن میرا بھی ہو گا۔ ان کی شکل و صورت کا تصور و خیال کر کے ان کی خوشی ان کا لذت و آرام، شان و شوکت ان کے ٹھاٹھ باٹھ، ان کی عیش و عشرت ان کی رنگ رلیاں ان کا بناؤ سنگھار اور مال کمانے کھانے کے لئے دن رات بھاگ دوڑ کرنی، ہر وقت پیسہ جمع کرنے کی فکر میں رہنا اور موت کو ہر دم بھولے رہنا یاد کرے اور یہ خیال کرے کہ وہ کیسے چلتے پھرتے تھے اب ان کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے تمام جوڑ ٹوٹ گئے ہوں گے وہ کیسے بولتے اور کیسے ہنستے تھے، کیسے پان کھاتے، کیسے سگریٹ پیتے اور کیسے رنگ رنگیاں کرتے تھے اب کیڑوں نے ان کی زبان اور

خاک نے ان موتیوں کی لڑی جیسے دانت چاٹ لئے ہونگے۔ ہائے وہ اپنے لئے ایسی ایسی تدبیریں نکالا کرتے تھے کہ سو برس تک بھی ان کی ضرورت نہ پڑے۔ حالانکہ ان کے مرنے میں بہت ہی کم عرصہ تھا۔ ہائے ان کو یہ خبر نہ تھی کہ ہمیں کل کیا پیش آنے والا ہے موت ایسی وقت میں آئی کہ ان کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ ہماری یہ آرزوئیں اور دل کے ارمان پورے نہ ہونگے۔ غرض جب یہ سب کچھ خیال کر چکے تو پھر اپنے نفس پر غور کرے اور سوچے کہ آخر ایک دن میرا بھی یہی انجام ہونے والا ہے لہذا اس طرح سے موت کو یاد کرتے رہنا اور قبرستان جاتے رہنا اور بیماروں کو دیکھنا اور جنازوں کے ساتھ جانا موت کو دل میں تازہ کرتا اور گناہوں سے بچاتا ہے۔

موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے — ہر رنج وغم سے ہر وقت وہ آزاد رہے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے آدمیوں کے حال پر مجھے بہت تعجب آتا ہے۔ اول جو دنیا کی محبت میں اور اس کے پیچھے دن رات دیوانہ بنا رہتا ہے اور دین کے سب کاموں کو بھول جاتا ہے باوجود اس بات کے کہ وہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھ کو ایک دن ضرور مرنا ہے۔ ایک روز موت ضرور آئے گی اور یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ دوم وہ جو اتنا غافل ہو گیا ہے کہ وہ کچھ سوچتا ہی نہیں جو اس کے جی میں آتا ہے کرتا ہے اور جہاں چاہے جاتا ہے اور ہر طرح کی بے ہودگی کے کام کرتا ہے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ دو فرشتے کراماً کاتبین دونوں کندھوں پر بیٹھے ہوئے نیکی وبدی کے ہر کام کو ہر وقت لکھتے

رہتے ہیں اور ہر روز کا نامہ اعمال درگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں۔ سوم وہ جو ہمیشہ بے غم و بے فکر رہتا ہے نہ اسے دنیا کی فکر ہے اور نہ آخرت کی۔ حیوانوں کی طرح سے دن رات کھاتا پیتا رہتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ بہت بیزار ہے جو جانوروں کی طرح زندگی گزارتا ہے۔

اے بے خبر حیات کا کیا اعتبار ہے — ہر وقت موت سر پر بشر کے سوار ہے

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے جو یہ تین کام کرے۔ اول دنیا سے دستبردار ہو جائے۔ پہلے اس سے کہ دنیا خود اس سے دست بردار ہو۔ دوم قبر کی آبادی کا انتظام کرے۔ پہلے اس سے کہ قبر میں جانے کا دن آ جائے۔ سوم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کرے پہلے اس سے کہ اس کے دیدار سے مشرف ہو۔

لہذا اے دنیا کے رہرو! آہ! کس قدر موت سے غافل ہے تو! سن اور یاد رکھ! ضرور ایک نہ ایک دن تو موت کے منہ میں جائے گا اس لئے تو آج اپنی زندگی میں اپنا غم آپ کھا یعنی موت آنے سے پہلے قبر اور آخرت میں کام آنے والا سامان مہیا کر لے کیونکہ تیرے مرنے کے بعد تیرے خویش و اقارب، دوست و رشتہ دار تیرا کچھ غم نہ کھائیں گے۔ اپنی طمع و لالچ اور حرص و ہوس کی وجہ سے تیرے ہی مال میں سے تیرے لئے خیرات تک نہ کریں گے اور تجھے ایصال وثواب اور فاتحہ ودرود تک نہ پہنچائیں گے اگر تجھے یہ اب تک یقین نہیں تو میں تجھے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا اور ضرور ایسا ہو کر رہے گا لہذا تو

اب بھی سمجھ جااور اپنی زندگی میں کچھ کر کما لے۔

اب زندگی کا راج ہے
کر لے جو کرنا آج ہے
جب مر گیا محتاج ہے
پھر تو نہیں مختیار ہے

اک دن تمہیں کر دفن پیارے آپ گھریں مڑ آون
اپنے کمان خاطر روون، تینوں یاد نہ لیاون۔
پچھوں مال تیرے دے اتے وارث قبضہ پاسن
کدی نہ قبر تیری تے جا کے فاتحہ ہتھ اٹھاسن
آ بن بندہ نہ ہو گندہ نہ بنھ گٹھڑی بھاری
نیک بیوپار لئیں کر پیارے بن کر نیک بیوپاری

تو اے بھائی! اب تیرے ہاتھ میں دولت و نعمت ہے لہٰذا تو اس کو دل کھول کر خدا کی راہ میں دے لے اس کو نیک کاموں میں لگا دے کیونکہ آج یہ مال و دولت تیرے قبضہ میں ہے تیرے مرنے کے بعد یہ مال و دولت تیرے تابع فرمان نہ ہو گا۔ ادھر تیرا دم نکلے گا اور ادھر تیرا مال غیروں کا ہو جائے گا اور پھر تجھے کسی قسم کی مدد یا مہلت بھی نہ مل سکے گی لہٰذا اس دن کو یاد کر لے آج رو لے۔

اب وقت کھیتی بون کا
موسم ہے پیدا ہون کا
پھر وقت آوے رون کا
جب مر مرا جاتے رہے

☆یاد رکھو☆

اس دنیا سے وہی شخص بامراد ہو کر جاتا ہے جو اپنے جیتے جی اپنی زندگی میں نیک اعمال کر کے اپنی قبر اور آخرت کے واسطے اپنے ساتھ اعمال صالحہ کا توشہ لے جاتا ہے بلا اس کے وہاں کوئی آرام، چین اور سکھ نصیب نہ ہو گا۔

☆پس اے بھائیو!☆

میری گزارش ہے کہ اس دنیائے بے وفا کی محبت چھوڑ کر اپنے دل کو اس کی طرف سے موڑ کر۔۔۔۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت دل میں پیدا کرو اور ہر گھڑی اس کے حکموں پر چلو۔ اور کوشش اور فکر اسی بات کی کر کہ جس طرح بھی ہو سکے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہو جائے۔ دل پاک اور زندہ ہو جائے۔ بدن کو آراستہ کرنے سجانے بنانے اور ظاہر کو سنوارنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا جس طرح سے صاحب قبر یعنی مردہ کو اس کی قبر پر نقش و نگار کرنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح سے ظاہر کے بنانے اور سنوارنے میں کچھ نہیں رکھا۔ بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ لوگوں کی نظر کے سبب ان کو دکھلانے کے لئے تو اپنے ظاہر کو صاف ستھرا اور سجایا بنایا جائے۔ لیکن باطن کو جو خاص نظر گاہ خداوندی اور اس کی جلوہ گاہ ہے اسے ناپاک رکھا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ گویا آپ مخلوق کو خالق سے بڑا مانتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ قیامت کے دن وہی دل نجات اور امن کی جگہ پائے گا جو دل قلب سلیم یعنی خدا تعالیٰ کا پورا پورا فرمان بردار ہو گا۔ دنیا کی محبت سے حسد و بغض سے شرک اور بدعت سے خالی ہو گا اور سنت

رسولؐ کا پابند ہوگا۔

☆انسان کی آخری آرام گاہ☆

بظاہر ایک مٹی کا ڈھیر لیکن عبرت کا مقام

آپ کا کبھی نہ کبھی تو قبرستان جانا ہی ہو جاتا ہے اگر اپنی موت کو یاد کرنے اور اپنے بزرگوں کی دعائے مغفرت اور فاتحہ کے لئے بھی نہیں جانا ہوتا تو جس دن کوئی بڑا آدمی مر جاتا ہے اس دن تو آپ کے لئے ضروری ہے جانا اور نام کے لئے شکل دکھانا وہاں آپ اللہ کے لئے اور ثواب سمجھ کر نہیں جاتے بلکہ دنیاداری اور ریاکاری کی وجہ سے جاتے ہیں کہ اگر ہم اس کے نہ گئے تو پھر یہ ہمارے نہیں آئیں گے۔ بہر حال یہاں یہ بات عرض نہیں کرنی بلکہ یہاں بات وہ عرض کرنی ہے جس کا اس کتاب سے جوڑ ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے قبرستان جا کر تھوڑے فاصلہ پر مٹی کے ڈھیر دیکھیں ہیں۔ جن کو اپنی زبان میں قبریں کہا جاتا ہے) یہ مٹی کے ڈھیر نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے ہی جیسے انسانوں کی اور ہمارے ہی بھائیوں کی قبریں ہیں جو ہم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ یہ آرام گاہیں ساری کی ساری بظاہر مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں لیکن اندر سے ان کا حال ایک جیسا نہیں جس طرح سے گوشت پوست تو سب آدمیوں میں مشترک ہوتا ہے لیکن گوشت اور پوست کے ان ڈھانچوں میں کتنے غمگین ہوتے ہیں اور کتنے خوش، کئی بیمار اور کئی تندرست، اسی طرح سے یہ قبریں بظاہر مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتی ہیں لیکن یاد رکھو! ان کے اندر حسرت ہی

حسرت اور عذاب ہی عذاب ہے اور کوئی ان میں جنت کا باغ ہوتی ہے اور کوئی جہنم کا گڑھا۔ ان کے اوپر پتھروں پر طرح طرح کی گلکاریاں مگر اندر بلائیں اور آگ کے شعلے۔ قبروں پر بظاہر یوں تو کیا سا سکون معلوم ہوتا ہے لیکن اندر بڑے بڑے فتنے ہیں۔

☆ثابت بنانیؒ کا واقعہ☆

ثابت بنانیؒ ایک مرتبہ کسی قبرستان سے گزر رہے تھے پیچھے سے ایک آواز آئی کہ اے ثابت بنانیؒ قبروں کے ظاہری سکون کو دیکھ کر کہیں دھوکہ میں نہ آ جانا۔ کیونکہ ان کے بہت لوگ مغموم اور رنجیدہ ہیں۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ غرض قبر ایسی نصیحت کرتی ہے کہ کسی وعظ کے وعظ اور تقریر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قبر ہر اس کے پاس سے گزرنے والے کو پکار کر کہتی ہے کہ

☆اے زمین پر اکڑ کر چلنے والے☆

اپنے زمانہ کے ان لوگوں کو ذرا دیکھ جو گزر گئے ہیں اور ان کی شکل و صورت کا خیال کر کہ وہ دنیا میں کس شان و شوکت سے رہا کرتے تھے اب سوچ کہ قبر میں ان کی کیا حالت ہو گئی ہو گی ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو کر گل سڑ گئے ہونگے۔ گوشت پوست، آنکھ، کان اور زبان میں کیڑے پڑ گئے ہونگے اور انہوں نے کھا چاٹ کر سب برابر کر دیا ہوگا۔ اپنے جی میں ذرا تو فکر کر کہ تو بھی انہیں جیسا ہے اور تیری غفلت و حماقت بھی انہی جیسی ہے۔ نیک بخت تو وہ ہے

کہ جو دوسروں کا حال دیکھ کر عبرت و نصیحت پکڑے۔

☆اے غافل!☆

اے وہ شخص جو بھول کر بھی خدا کو یاد نہیں کرتا۔ ایک روز جلد یا دیر سے تیرا نام بھی زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دیا جائے گا یہی تیرے گھر والے اور دوست و اقربا تجھے بے یارومددگار اسی تنگ و تاریک مکان میں اکیلے کو بند کر کے اوپر سے مٹی ڈال کر چھوڑ کر خود گھر کو چلے آئیں گے کسی کو مطلق یہ خیال ہی نہ ہوگا کہ تم اس اندھیری کوٹھڑی میں گھبرا جاؤ گے یا تمہارے نیچے نرم بستر یا تکیہ نہیں ہے۔ ان کو بالکل تمہاری مصیبت و پریشانی کی کوئی پرواہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں کسی طرف سے وہاں ہوا لگے گی اور نہ وہاں تمہارا کوئی مونس و غم خوار ہوگا کہ جو تمہارا دل ہی بہلا سکے اور نہ وہاں کے عذاب سے بچانے والا تمہارا کوئی حمایتی ہوگا۔ غرض وہ مکان چاروں طرف سے بند اور پر خطر ہے تھوڑے دن تمہارا ماتم کرنے اور رونے دھونے کے بعد تمہارے ماں باپ بیوی بچے، بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست و یار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس طرح سے خاموش اور بھول جائیں گے کہ جس طرح کہ تمہارا کوئی ان سے کبھی تعلق ہی نہ تھا۔

☆اس لئے بھائیو!☆

آپ سے یہ مخلصانہ عرض ہے کہ وہاں کے لئے آج ہی سے فکر اور تیاری کرو انسان دنیا کے گھر بسانے اور سنوارنے میں دن رات کیا بلکہ ساری عمر خرچ

کرتا ہے یہ گھر آج نہیں تو کل ایک نہ ایک دن ضرور اجڑے گا۔ انسان کے آباد کرنے سے یہ آباد نہیں رہ سکتا لیکن اس گھر کا کبھی بھولے سے بھی کبھی فکر نہیں کرتا جس میں اس کو ہمیشہ رہنا ہے اور جس کی طرف انسان تیزی سے دوڑتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ انسان اس گھر کے بنانے میں ساری عمر صرف کر دیتا ہے جس کا نفع غیروں کو پہنچے لیکن افسوس اس گھر کی طرف کبھی دھیان اور توجہ ہی نہیں دیتا جس میں اس نے ہمیشہ رہنا ہے اس کو چاہئیے تھا کہ،

درکار ہے نہ قصر نہ جاگیر چاہئیے
عبرت سرائے گور کی تعمیر چاہئیے

دنیا راہ ہے اور عقبیٰ منزل اور قبر عقبیٰ کا پہلا دروازہ ہے جو کوئی اعمال صالح کی پونجی لے کر اس دروازے سے داخل ہوگا تو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے فرشتے گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کریں گے قبر میں حشر تک آرام سے سویا رہے گا۔ پھر حشر کے دن اس کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وذلك الفوز العظيم ۞ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ۔ جو نیکیوں کی پونجی لے کر اس منزل (یعنی قبر) میں داخل ہوتے ہیں اور جو لوگ بد اعمال کا ذخیرہ جمع کر کے لے جاتے ہیں تو ان کے لئے قبر جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے وہ عذاب دیکھ کر پھر پچھتاتے ہیں لیکن وہاں کا پچھتانا پھر کس کام کا۔ حاصل یہ کہ قبر دنیا کی کھیتی کا کھلیان ہے اور مقام عبرت ہے۔

لہٰذا اے بھائی، اے دوست! اے اس کتاب کے پڑھنے سننے والے! اب بھی خبردار ہو جا۔ پہلے اس کے کہ موت کے بعد تجھے بیدار کیا جائے گا۔

آہ اک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور
سب کو جانا ہے مولا کے حضور

☆واقعات☆

مجاہد کہتے ہیں کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس وقت اس کے ہم مجلسوں اور ہم نشینوں کی صورتیں اس کے سامنے آجاتی ہیں اگر اس کا بیٹھنا اٹھنا نیک لوگوں کے پاس ہوتا ہے تو اس کے یہ یاروں، دلداروں کا مجمع (جن میں وہ دن رات رہتا اور دوستی رکھتا تھا) سامنے لایا جاتا ہے اور اگر اس کا تعلق برے فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ لوگ اس وقت اس کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ (حضرت یزید بن شجرہ صحابیؓ سے بھی یہی بات نقل کی گئی ہے) تو اے دوست اپنا بیٹھنا اٹھنا تو ابھی سے نیکوں کے پاس کر لے اور نیکوں جیسی اپنی شکل و صورت میں سیرت بنالے۔ تاکہ تیرا انجام بخیر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطاء فرمائے آمین۔ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔** ربیع بن برہؒ ایک عبادت گزار آدمی بصرہ میں رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مرنے لگا تو لوگ اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے اور اس کی زبان سے یہ نکل رہا تھا کہ (شراب کا گلاس) تو بھی پی اور مجھے بھی پلا اسی طرح سے کہتا ہوا مر گیا۔

☆دانا اور عقلمند رسول اللہؐ کی نظر میں☆

جناب رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دانا (عقلمند) وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے۔ اور نادان (بے عقل) وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی تابعداری کرے اور اللہ تعالیٰ سے بے بنیاد امیدیں رکھے۔ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ عقل مند وہ نہیں جو اپنے آپ کو عقل مند سمجھے۔ یا دنیا والے اسے دانا و سمجھ دار سمجھتے ہوں۔ بلکہ دانا وہ ہے جو خدا اور رسولؐ کی نظر میں عقلمند اور دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ اس کو برائی اور بری خواہشات سے روکے رکھے اور ہر وقت اس کا محاسبہ کرتا ہے اور کسی وقت بھی اس کی نگرانی سے غافل نہ ہو کہ وہ اپنی من مانی اور جو جی چاہے کرنے لگے اور خدا کی بتائی ہوئی حدوں کو توڑ کر آزاد ہو جائے اور وہ شخص ہر وقت آخرت کی زندگی کو سامنے رکھ کر موت کے بعد والی زندگی کی فکر رکھ کر اس کو سنوارنے اور بنانے اور وہاں کی کامیابی کی تیاری کرتا ہے۔

☆خدا اور رسول کی نظر میں☆

نادان اور بے وقوف وہ شخص ہے جو اپنی زندگی کی باگ دوڑ اپنے نفس کے ہاتھ میں دے دے اور دن رات اپنے نفس ہی کی خواہشات پوری کرنے میں لگا دے اور پھر خدا کے فضل و کرم کی بے بنیاد امیدیں رکھے یعنی پوری زندگی تو نافرمانیوں میں اور من مانیوں میں گزار دے اور صرف زبانی جمع خرچ اور آرزو سے جنت کا طالب رہے۔ یقیناً ایسا شخص خسارے میں رہنے والا ہے۔

☆حضرۃ حبیب عجمیؒ کا واقعہ☆

حضرت حبیب عجمیؒ (جو مشہور اکابر صوفیاء ہیں) انتقال کے وقت بہت ہی گھبرا رہے تھے کسی نے عرض کیا کہ آپ جیسے بزرگ اور ایسی گھبراہٹ، اس سے پہلے تو ایسا حال آپ کا کبھی نہ ہوتا تھا فرمانے لگے سفر بہت لمبا توشہ خرچ پاس نہیں ہے کبھی اس سے پہلے اس کا راستہ نہیں دیکھا۔ آقا اور سردار کی زیارت کرنی ہے کبھی اس سے پہلے زیارت نہیں کی۔ ایسے خوف ناک منظر دیکھنے ہیں جو اس سے پہلے کبھی دیکھے نہیں مٹی کے نیچے اکیلے کو قیامت تک رہنا پڑے گا کوئی مونس پاس نہیں اور کوئی ساتھی ساتھ نہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جناب میں کھڑا ہونا ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر وہاں یہ سوال ہو گیا کہ حبیبؒ ساٹھ برس میں ایک تسبیح بھی ایسی پیش کر دے جس میں شیطان کا کوئی دخل نہ ہو تو اس کا کیا جواب دوں گا؟ اور یہ حال اس پر تھا کہ ساٹھ برس کی زندگی میں ان کا دنیا سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا۔ ایک ہم ہیں کہ جو کسی وقت بھی دنیا تو درکنار گناہوں سے بھی خالی نہیں ہوتے اور دن رات ہر وقت شیطان ہی کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں۔ اپنے نفس کو اتنا سر کر رکھا ہے کہ وہ کسی وقت بھی خدا کی طرف آنے اور موت و قبر کی سوچنے کو تیار ہی نہیں تو آپ خود ہی سوچ لیجئے اور ان سب واقعات کے بعد فیصلہ کر لیجئے کہ ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم کو اپنے مرنے اور قبر میں جانے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کی فکر ہی نہیں وقت آخر دنیا سے رخصت ہونے کی بے بسی و بے کسی کی سختی و نزع کی تلخی قبر کی تنگی اور تاریکی منکر و نکیر کی وحشت کی مسافت قیامت کی خوفناک گھڑی اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کا ہم کو فکر نہیں [illegible] یہ سب منزلیں نہایت تلخ اور سخت کٹھن ہیں جو عنقریب ہم سب کو ان سے دوچار ہونا اور واسطہ پڑنا ہے باوجود اس کے ہماری

یہ حالت اور غفلت کی حد ہو گئی ہے کہ ہمیں کوئی رنج و ملال نہیں کوئی صدمہ غم نہیں کہ ہمارے ساتھ کل (مرنے کے بعد قبر و حشر میں) کیا ہونے والا ہے۔

درپیش سب کے واسطے یہ منزل عجیب ہے
امیدیں بڑی بڑی اجل عنقریب ہے

☆آخر کلام اور دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں☆

اے اللہ! میں خاطی ہوں خطاکار ہوں میری خطاؤں کو معاف فرما۔ الٰہی میں سیاہ کار ہوں میری سیاہ کاریوں کو معاف فرما اے مولا! میں مجرم ہوں گنہگار ہوں تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اے آقا! مجھ سے تیرا حق عبادت ادا نہ ہو سکا تمام عمر میں غفلت میں پڑا رہا اور تیری نمک حرامی کرتا رہا الٰہی میرے اس جرم عظیم اور قصور کو معاف فرما۔ اے کریم! میں اپنے گناہوں اور قصوروں پر نادم اور شرمسار ہوں تو میری اس شرمساری کو قبول فرما۔ الٰہی میں ظاہر میں لوگوں کو نصیحت کرتا رہا اور باطن میں اپنے نفس کے ساتھ کھوٹا پن کرتا رہا۔ اے مولا! میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو کھوٹ اور خرابیاں کی ہیں ان کو اس کے بدلہ میں کہ میں تیری مخلوق اور بندوں کو نصیحت کرتا رہا معاف فرما دے۔ الٰہی! تو ستار العیوب ہے اور غفار الذنوب ہے میرے عیبوں اور گناہوں کی پردہ داری فرما۔ دنیا و آخرت و ذلت و رسوائی سے بچا الٰہی! جو مجھ سے بھول کر یا جان بوجھ کر غلطیاں اور نافرمانیاں ہوئیں اپنے فضل و کرم سے تو ان سب کو معاف فرما۔ الٰہی میرے حال کی تجھ کو خبر! اے مالک مجھے رسوا نہ کر۔

☆اے اللہ! ہم سب کو☆

غلط راستہ سے بچا کر صراط مستقیم سیدھے راستے پر چلا۔ ہمارا جینا اور مرنا خالص

تیرے لئے ہو۔ ہمارے سب کام اور ارادے تیری ہی مرضی اور رضا کے تابع ہوں۔ اے مالک حقیقی! ہم میں اخلاص پیدا فرما کہ ہم جو بھی کریں وہ خالص تیرے ہی لئے کریں اس میں دنیا کا کوئی دکھاوا نہ ہو۔ بلکہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت ادا کرنا ان کی فرماں برداری کرنا۔ اور تیری خوشنودی حاصل کرنا ہمارا مقصد ہو ہمیں اس راستے پر چلا جس پر تو راضی اور خوش ہو۔ الٰہی اسلام کو غلبہ اور مسلمانوں کو عزت و سربلندی عطاء فرما۔ دنیا کی بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات دے۔ اے اللہ! ہم سچے دل سے یہ اقرار کرتے ہیں۔ ہمارا یہ یقین و ایمان ہے کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو ہی ہمارا مشکل کشا ہے تو ہی ہمارا حاجت روا ہے۔ اے آقا تو ہی دنیا و آخرت میں ہماری مرادوں کو پورا کرنے والا ہے۔ ہماری سب مرادوں کو پورا اور مشکلوں کو آسان فرما۔ الٰہی! ہمیں بخش دے ہماری غلطیاں معاف فرما دے تجھ جیسا اور کوئی نہیں۔ ہم تجھ سے تیری بخشش اور رحمت کے طالب ہیں تو ہمیں معاف فرما اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما ہمارا خاتمہ اسلام پر ہو اپنی رضا و خوشنودی نصیب فرما۔ ان کی لغزشوں کو معاف فرما ان کے درجات بلند فرما۔ ان سے راضی اور خوش ہو جا۔ الٰہی ہماری اولادوں کو نیک بنا دے۔ ان کو ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنا دے۔ ان کو راہ ہدایت پر لگا دے۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں اور عذاب سے محفوظ فرما۔ ہمارے سب بھائیوں، دوستوں اور دشمنوں کو دین اسلام کی سمجھ بوجھ عطاء فرما الٰہی ہم سب کو گمراہی سے بچا اور ہدایت نصیب فرما۔ آمین یا الہ العالمین۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم و اسئلك الیسر والمعافات فی الدنیا والاخرۃ ۔ اللھم اعف عنی فانك عفو کریم۔

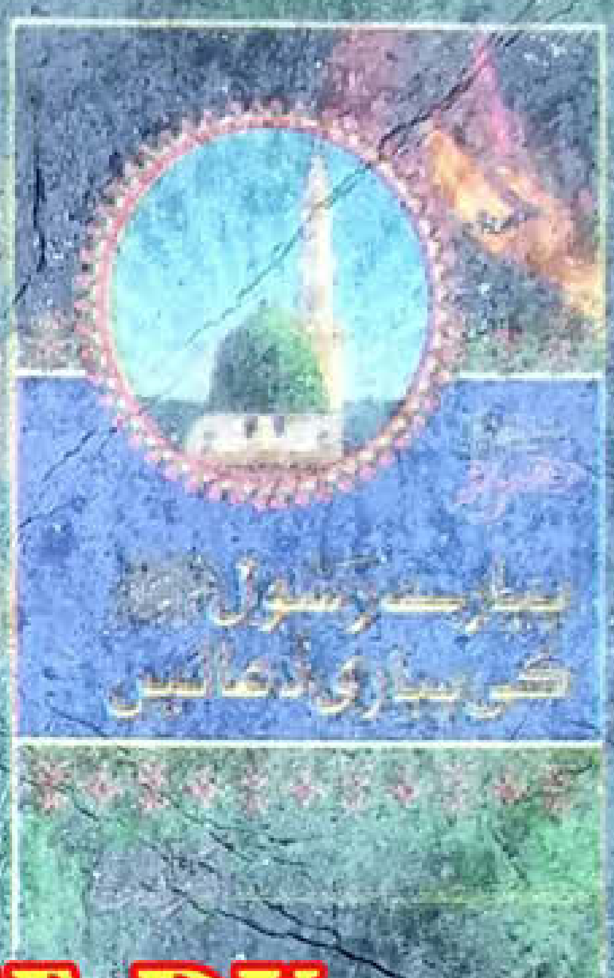
خادم، محمد اسماعیل عفی، عنہ غفر اللہ تعالیٰ

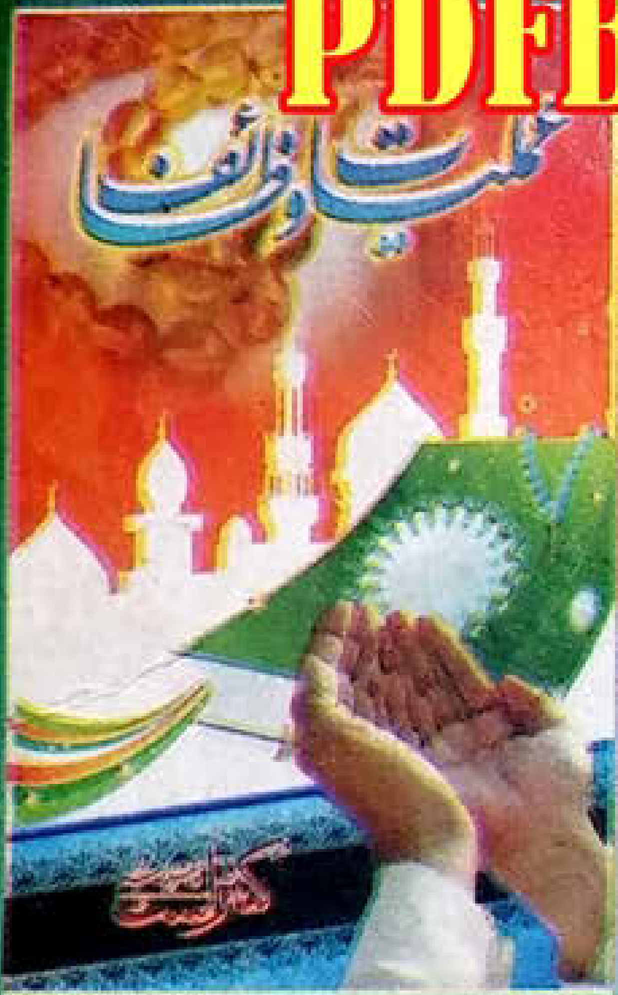
مسجد شاہی ملیر کوٹلہ ذی الحجہ ۵) ۱۴ھ دسمبر ۱۹۷۷ء

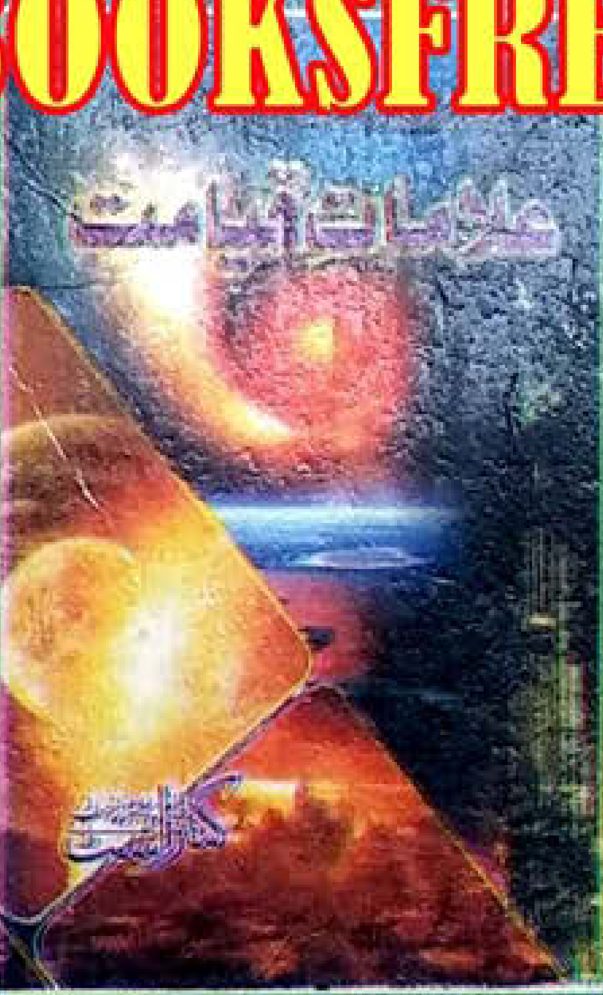
ہماری دیگر مطبوعات

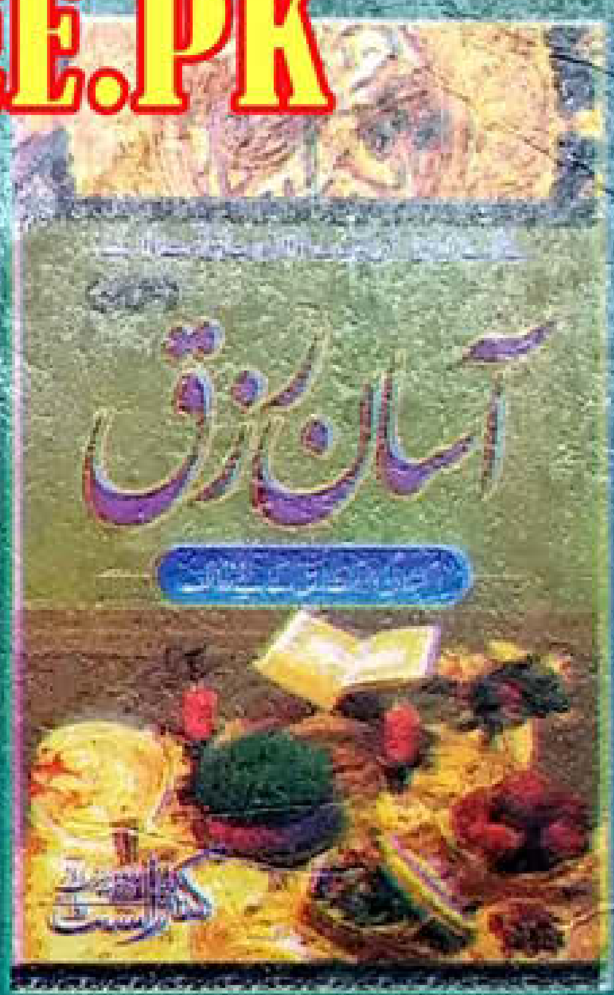












کتب بذریعہ وی پی بھی بھیجی جاتی ہیں

مغل دارالکتب

دوکان نمبر1، مدنی مارکیٹ احاطہ شاہدریاں اردو بازار لاہور فون: 042-37311042, 37311131
6۔ الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور فون: 042-37224439
Email:contrastpublisher@yahoo.com